ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
44
مسلسل اشاعت کا
33واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
9 تا 15 جمادی الاولیٰ 1446ھ/12 تا 18 نومبر 2024ء
اشاعتِ خصوصی
سالانہ اجتماع 2024ء

اسلامی نظام کے قیام کے لیے مشقت

اللہ کے دین کی طرف دعوت دینے والے اور اسلامی معاشرہ قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والے جو کچھ مصیبت اور مشقت اٹھاتے ہیں وہ ابتدائے تاریخ سے اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، جس کا تین حکمتیں تقاضا کرتی ہیں:

اول: اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت عبودیت کا اظہار ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے:

''میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔'' (الذاریات:56)

دوم: اس سے اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرد اور عورت کو بسلامتی عقل وحواس اور سن رشد کو پہنچنے کے بعد اس بات کا مکلف بنایا ہے کہ وہ اسلامی شریعت کو اپنی ذات پر نافذ کرے اور اسلامی نظام کو اپنے معاشرے میں برپا کرے خواہ اس کے لیے اسے کتنی ہی سختیاں برداشت کرنی اور کتنی ہی تکلیفیں جھیلنی پڑیں۔

سوم: اس سے سچ بولنے والوں اور جھوٹ بولنے والوں میں فرق واضح ہوجاتا ہے۔ اگر اسلام اور محبت الٰہی کا زبانی دعویٰ کافی ہوتو سچے اور جھوٹے برابر ہوجائیں۔ درحقیقت ابتلاء وآزمائش ہی وہ کسوٹی ہے جو سچے اور جھوٹے میں فرق کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد برحق ہے۔

''کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ''ہم ایمان لائے'' اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔'' (العنکبوت:1 تا 3)

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 402 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 44000 سے زائد، جن میں بچے: 17800، عورتیں: 13600 (تقریباً)۔ زخمی: 100000 سے زائد

اس شمارے میں

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 2024ء
حقوق اللہ اور حقوق العباد
سالانہ اجتماع کے مقاصد
ٹرمپ، امریکہ کا نیا صدر
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا!
تحریکی کارکنوں کے لیے عہد کی ذمہ داریاں

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1109

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مال اللہ کی خوشنودی کے لیے خرچ کریں

سُورۃُ الْقَصَص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 77

وَ ابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰىکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ وَ لَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا وَ اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ وَ لَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۷۷﴾

آیت: ۷۷ ﴿وَابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰىکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ﴾ ’’اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے دارِ آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو‘‘

یہ دولت اللہ ہی کی دی ہوئی ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ اس کے راستے میں خرچ کر کے اپنے لیے توشۂ آخرت جمع کرنے کی کوشش کرو۔

﴿وَلَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا﴾ ’’اور مت بھولو تم دنیا سے اپنا حصّہ‘‘

کسی دولت مند شخص کے لیے یہ تیسری نصیحت ہے کہ جو دولت اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے، اس میں سے اپنی ذات پر بھی خرچ کرو۔ اس سے یوں لگتا ہے کہ جیسے قارون بہت کنجوس تھا۔ اسے بس دولت جمع کرنے ہی کی فکر تھی؛ دولت کو خرچ کرنے سے وہ گھبراتا تھا۔ آیت زیر مطالعہ میں اس حکم کے ذریعے اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوڑے بغیر اپنے وسائل میں سے اپنی اور اپنے متعلقین کی جائز ضروریات پر خرچ کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں چوتھی نصیحت یہ دی گئی ہے:

﴿وَاَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ﴾ ’’اور لوگوں کے ساتھ احسان کرو، جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے‘‘

اللہ نے تمہیں دولت دی ہے تو یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا احسان ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم بھی لوگوں پر احسان کرو اور اپنے بیگانے کی تفریق و تخصیص کیے بغیر غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی مدد کو اپنا شعار بناؤ۔

اور اب پانچویں نصیحت:

﴿وَلَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۷۷﴾﴾ ’’اور زمین میں فساد مت مچاؤ، یقیناً اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘

اپنے سیاق و سباق کے حوالے سے یہ بہت اہم ہدایت ہے۔ وہ کون سا فساد تھا جس میں قارون ملوث تھا؟ یہ سمجھنے کے لیے مصر کے اس ماحول کا تصور کریں جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام دن رات ہمہ تن کارِ نبوت اور فرائضِ رسالت کی ادائیگی میں لگے ہوئے تھے۔ اُس معاشرے کے کچھ لوگ تو آپ علیہ السلام کا ساتھ دے رہے تھے اور اس کام میں آپ علیہ السلام کا ہاتھ بٹانے کی کوشش میں تھے، جبکہ کچھ دوسرے لوگ آپ علیہ السلام کی راہ میں روڑے اٹکانے اور آپ علیہ السلام کے مشن کو ناکام بنانے کے لیے سازشوں میں مصروف تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ اس معاشرے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے سے جو خیر پیدا کرنا چاہتا تھا، قارون اور اس کے گروہ کے لوگ مختلف حربوں سے اس خیر کا راستہ روکنے کی کوشش میں مصروف تھے، اور یہی وہ ’’فساد فی الارض‘‘ ہے جس کا یہاں ذکر ہوا ہے۔

اس حوالے سے اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور کا جائزہ لیں تو مدینہ کے منافقین بھی آپ ﷺ کے مشن کے خلاف اسی طرح کی منفی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل تھے۔

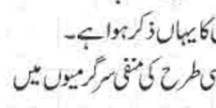

درس حدیث

آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ!

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمۡ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكۡذَبُ الۡحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخۡوَانًا)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ

خورشید انجم

تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع 2024ء

سال 2024ء کا سالانہ اجتماع انتہائی گھمبیر حالات میں منعقد ہو رہا ہے۔ غزہ میں اسرائیلی جارحیت کو ایک سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔ بیالیس ہزار سے زیادہ لوگ شہید ہو چکے ہیں، ایک لاکھ سے زائد زخمی ہیں۔ ان حالات میں مسلمان بطور امت کسی بھی کردار کو ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ دنیا میں عالمی غلبہ کے لیے لڑائیاں (روس، یوکرائن، اور غزہ) اور تنازعات (شمالی کوریا و تائیوان) وغیرہ جاری ہیں۔ غزہ میں حماس کے مجاہدین نے عظمت کی نئی تاریخ رقم کی ہے۔ مٹھی بھر جانبازوں نے بالکل نہتے اور بے سروسامان ہونے کے باوجود نصرت خداوندی کے بل بوتے پر دجالی قوتوں کو ہزیمت سے دوچار کر رکھا ہے۔ فلسطین کے مرد، عورتیں اور بچے انتہائی صبر کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور انہوں نے شکست تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ایک طرف یہ حال ہے تو دوسری طرف پوری نام نہاد امت مسلمہ ”ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم“ کا شکار نظر آ رہی ہے۔ نام نہاد امت مسلمہ ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان تو بہت دور کی بات ہے، عرب تک متحد نظر نہیں آ رہے۔ وہ بھی قومیتوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ یو اے ای کی ایک خاتون وزیر نے کھلم کھلا حماس پر تنقید کی ہے۔ OIC کا حال یہ ہے کہ وہ واقعی (Oh I See) بنی ہوئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے تو مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرو کر جسدِ واحد قرار دیا تھا کہ جیسے جسم کے ایک حصے کو تکلیف پہنچے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح اس امت کے مسلمانوں کا تو یہ حال ہونا چاہیے تھا کہ غزہ کے مسلمانوں کی تکلیف کو پوری دنیا کے مسلمان محسوس کرتے، اپنا آرام اور اپنی آسائش تج دیتے۔ کم از کم اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کا ہی ببانگ دُہل اعلان کر دیتے مگر جب مسلمانوں نے جہاد سے منہ موڑ لیا، نبی اکرم ﷺ سے اپنا تعلق کمزور کر لیا، اپنے آرام، اپنی آسائش کی فکر میں پڑ گئے تو ذاتی مفادات اور اقتدار کی ہوس نے مسلمانوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا۔ اُمتِ مسلمہ کی اصطلاح صرف تقریروں اور تحریر کی حد تک محدود ہو کر رہ گئی اور عملاً اس کا وجود ختم ہو گیا۔ یہی وجہ کہ یہود، جنہیں قرآن مجید ”مغضوب علیہم“ قرار دیتا ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا بدترین دشمن قرار دیتا ہے، آج چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو پرزے پرزے کر کے ہوا میں اچھال رہا ہے۔

مسلمان حکمرانوں کو اپنا اقتدار اور جان و دولت زیادہ عزیز ہے۔ وہ کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتے کہ جس کی وجہ سے امریکہ اور یورپ میں اُن کے کاروبار یا امریکی بینکوں میں رکھی ہوئی اُن کی دولت پر کوئی آنچ آئے۔ جب کہ اسرائیل کا حال یہ ہے وہ جلد از جلد مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اپنا تھرڈ ٹیمپل تعمیر کرنے کے لیے بے چین ہے۔ وہ علی الاعلان نیل سے فرات تک گریٹر اسرائیل کے منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ امریکہ اور اسرائیل عربوں کو صلح و صفائی اور امن و امان کا چکمہ دے کر عربوں کی سرزمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اُدھر عرب حکمرانوں کو اقتدار اور دولت کے نشے نے اندھا کر دیا ہے۔ وہ اسی غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اگر وہ اچھے بچے بن کر رہیں گے تو ان کا اقتدار بھی قائم رہے گا اور وہ امن و امان میں بھی رہیں گے۔

دوسری طرف آج ہمارے اپنے ملک کے حالات بھی مخدوش نظر آ رہے ہیں۔ بدترین سیاسی عدم استحکام ہے۔ سودی معیشت، بے انتہا کرپشن اور آئی ایم ایف کے ساتھ مذموم معاہدوں نے ملکی معیشت کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ مہنگائی اور بے روزگاری اپنے عروج پر ہے۔ حکمران اور مقتدر قوتیں نہ جانے کس کھیل میں مصروف ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ عالمی بساط پر شطرنج کی طرح کھیلی جانے والی چالوں سے بے خبر ہیں۔ معدودے چند پاک نفوس کو چھوڑ کر تمام مسلمانانِ پاکستان حقیقی ایمان کے فقدان کی وجہ سے دنیاوی دولت، اقتدار اور قوت کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ عالمی حالات کو دیکھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حق و باطل کی کشمکش اپنے فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ دجالی مکر و فریب کا چہرہ چاک ہونے جا رہا ہے۔ پورے کرۂ ارضی پر مسلط ابلیسی سیکولر سرمایہ دارانہ جمہوری نظام اپنے منطقی انجام کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے بقول اقبال:

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالمِ پیر مر رہا ہے
جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمار خانہ

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

9 تا 15 جمادی الاولیٰ 1446ھ — جلد 33
12 تا 18 نومبر 2024ء — شمارہ 44

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: خورشید انجم

مجلس ادارت: ◉ رضاء الحق ◉ فرید اللہ مروت ◉ وسیم احمد باجوہ ◉ محمد رفیق چودھری

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

غزہ کے مسلمانوں سے سبق سیکھتے ہوئے ہم رفقائے تنظیم کو بھی اپنے ملک میں نفاذِ شریعت کی جدوجہد کو تیز تر کرنا ہوگا۔ اپنے ایمان ویقین میں اضافہ کی شعوری کوشش کے ساتھ ساتھ رب کی بندگی اور وفاداری کے امتحان میں پورا اترنے کا عزم کرنا ہوگا۔ اپنے نفس اور شیطان کے خلاف جہدِ مسلسل کے ساتھ ساتھ باطل افکار و نظریات کے خلاف عالمی وفکری جہاد اور باطل قوتوں سے پنجہ آزمائی کے لیے ہمہ وقت آمادہ عمل رہنا ہوگا۔ اس انقلابی جدوجہد کے ناگزیر تقاضے کے طور پر تنظیم کے نظم کے ساتھ سختی سے جڑے رہنے کے ساتھ ساتھ اپنے پروردگار کے دامن کو مضبوطی سے تھامنا اور تعلق باللہ میں بھی مسلسل اضافہ کرنا ہوگا۔

رفقاء محترم! مندرجہ بالا ملکی و عالمی حالات کے پس منظر میں تنظیم اسلامی کے رفقاء کی ذمہ داریوں میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے۔ ہم سب ایک ایسی کشتی کے سوار ہیں جو شدید طوفان کی زد میں گھری ہوئی ہچکولے کھا رہی ہے۔ اس کشتی کے ملاح طوفان سے بےخبر ہیں جبکہ کشتی کے مسافر سوئے ہوئے ہیں۔ امریکہ، بھارت اور اسرائیل کا ابلیسی اتحاد اسے غرق کر دینے کے درپے ہے۔ وہ مسافر جو جاگ رہے ہیں، اب انہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ سوئے ہوؤں کو جگائیں اور اس کشتی کو حفاظت اور سلامتی کے ساتھ کنارے پر لگائیں۔

رفقاء گرامی! پاکستان میں اگر اسلامی نظام قائم ہو جائے تو پاکستان نہ صرف معاشی طور پر خوشحال اور مستحکم ہوگا بلکہ سپر پاور آف دی ورلڈ بن کر بھی ابھرے گا۔ جو لوگ اس اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے جدوجہد کریں گے وہ دنیا میں بھی سرفراز ہوں گے اور جنت بھی ان کی منتظر ہوگی۔ یعنی ''ہم خرما و ہم ثواب''۔

عزیز رفقاء! ہمیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ گریٹر اسرائیل قائم کرنے کے آخری مرحلے کے دوران جب یہود فیصلہ کن جنگ شروع کریں گے تو وہ کسی صورت یہ خطرہ مول لینے کے لیے تیار نہ ہوں گے کہ کسی بھی اسلامی ملک کے پاس ایٹمی ہتھیار رہیں۔ اس طرح پاکستان کو چاہے نہ چاہے جنگ میں حصہ لینا ہی پڑے گا۔ کیونکہ اگر پاکستان مغربی قوتوں کے دباؤ میں آکر اپنے ایٹمی ہتھیار ان کے حوالے کردے تو بھارت پاکستان پر چڑھائی کرنے میں دیر نہیں لگائے گا۔

لہٰذا پاکستان کو معاشی طور پر خوشحال، امن کا گہوارہ، ناقابل تسخیر اور مستحکم کرنے کے ساتھ ساتھ آخرت میں کامیابی کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اقامتِ دین کی جدوجہد میں اپنا تن من دھن لگا دیں۔ آیئے ہم سب مل کر سالانہ اجتماع میں حاضر ہو کر اپنے دوسرے رفقاء کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کریں۔ اپنے اس عہد کو تازہ کریں کہ ہمارے پروردگار نے اقامت دین کا جو فریضہ ہم پر عائد کیا ہے، اسے اپنے تمام دنیاوی امور پر ترجیح دیں گے، حتی الامکان دین کی دعوت ہر خاص و عام تک پہنچائیں گے اور ایک مثالی نظم کا مظاہرہ کریں گے۔

رفقاء گرامی! تنظیم اسلامی کو قائم ہوئے اب 50 سال ہونے کو ہیں، گویا اب اس کی عمر نصف صدی کے قریب ہے۔ الحمدللہ اس عرصے میں ہماری پیش رفت مسلسل اور مستقل جاری ہے۔ ہمیں اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے چونکہ یہ صرف اللہ کے فضل کی بدولت ممکن ہوا ہے اور آئندہ بھی اسی کی توفیق پر منحصر ہے۔

اس موقع پر ہم میں سے ہر رفیق کو خود اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی قوت و توانائی، صلاحیت، مہارت، اوقات و وسائل کا کتنا حصہ اقامتِ دین کی جدوجہد میں صرف کر رہا ہے اور اگر کچھ کمی محسوس ہو تو پھر شعوری طور پر فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اس میں حتی الامکان اضافہ کرے گا۔

اس موقع پر ہمارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی انقلابی فکر اور تنظیمی و تحریکی منہج کے اساسی مسلمات کا سبق دوبارہ تازہ کرلیں اور اس ضمن میں کسی نسیان کو راہ نہ پانے دیں۔

یہ مسلمات مختصراً درج ذیل ہیں:

1۔ ہمارا نصب العین صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہے۔

2۔ ہمارا اجتماعی جدوجہد کا ہدف اور مقصود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کو بہ تمام وکمال ایک مکمل نظام اجتماعی کی شکل میں نافذ کرنا ہے اور یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک انقلابی ہدف ہے۔

3۔ ہماری دعوت کا مرکز ومحور قرآن مجید ہے۔

4۔ ہمارا طریقِ تربیت وتذکرہ بھی ''خانقاہی'' نہیں بلکہ انقلابی یعنی نبوی طریقِ تزکیہ پر مبنی ہے۔

5۔ ہماری تنظیم کی اساس ''بیعت سمع وطاعت فی المعروف'' پر قائم ہے۔

6۔ ہمارا منہج انقلاب سیرت نبوی ﷺ سے ماخوذ ہے۔

اپنے اسی سبق کو دہرانے کے لیے، بھولے ہوئے سبق کو تازہ کرنے کے لیے، اپنے ہم مقصد رفقاء سے ملاقات کے لیے، ایک نئے عزم اور حوصلے کو بلند کرنے کے لیے یہ اجتماع منعقد کیا جارہا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں اس اجتماع سے ہمیں کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے تو ہماری فکر کی آبیاری ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق و تائید سے جذبہ جہاد ہمارے اندر بیدار ہوتا ہے۔ پھر اس امت کے کندھوں پر شہادت علی الناس کی جو عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور جس کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہم آج ذلیل ورسوا ہیں، اس ذمہ داری کو ادا کرنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اپنے اوقات اور اموال لگانے کی قربانی کا جذبہ حاصل ہوتا ہے۔ منہج انقلاب نبوی کی مناسبت سے جان کھپانے کا موقع بھی میسر آتا ہے۔ ہمیں اپنے اکابرین سے استفادہ کا موقع میسر آتا ہے۔ تنظیم کے اعتبار سے جو کام ہو رہا ہے اور جو پیش رفت ہو رہی ہے، اس کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ہمارے دینی علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

دور دراز سے آئے ہوئے ہم سفر ساتھیوں کے جوش اور ولولے کو دیکھ کر ہمارا بھی جوشِ جہاد ولولہ انگیز ہوتا ہے۔ ان سے ملاقات باہم حوصلہ افزائی کا موجب ہوتی ہے اور اس سے ''رحماء بینھم'' کی مطلوبہ فضا جنم لیتی ہے جو کہ رب کی رضا کے حصول کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔

رفقاء کرام! ان عالمی گھمبیر حالات میں ضروری ہے کہ ہم اپنی کوششوں کو مزید تیز کریں۔ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر عفو وعافیت اور ملک وقوم کی سلامتی کے لیے دعائیں مانگیں۔ قوم کو جگانے کی خاطر دعوت کے عمل کو بھرپور طریقے سے آگے بڑھائیں اور اس سالانہ اجتماع میں ''اُٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں'' کے جذبے کے ساتھ دین کی شہادت واقامت کے اس مبارک کام کو تیز تر کرنے کے لیے شرکت کریں۔

اللھم وفقنا لھذا

یقیناً اقامت دین کی جدوجہد میں اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھانے والے لوگ ہی دنیا کے خوش قسمت ترین لوگ ہیں۔ اے اللہ رب العزت! ہم سب کو اپنا عہد نبھانے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یارب العالمین!

حقوق اللہ اور حقوق العباد

(سورۃ النساء کی آیت 36 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے یکم نومبر 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ النساء کی آیت 36 کا مطالعہ کریں گے۔ اس آیت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کا تذکرہ بہت جامع انداز میں آیا ہے۔ موجودہ دور میں بہت سے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ جیسا کہ کبھی جذباتی طور پر بلیک میل کر کے اللہ تعالیٰ کے حق کو پامال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس سال ہم قربانی نہیں کریں گے بلکہ اپنے گھر کے باہر پانی کا ایک کولر لگا دیں گے تاکہ مخلوق خدا کا فائدہ ہو۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ نماز ہمارا ذاتی معاملہ اور اللہ کا حق ہے۔ اللہ چاہے تو معاف کر سکتا ہے، اصل معاملہ تو حقوق العباد کا ہے۔ یعنی یہ کہہ کر بھی اللہ کے حقوق کی اہمیت کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گویا شریعت کی پابندی سے جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پھر ایک دوسرا طبقہ ایسا بھی ہے کہ جو صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ، عمرہ اور حج کو ہی کل اسلام سمجھ بیٹھا ہے اور دین کے دیگر تقاضوں کو فراموش کر رہا ہے۔ یہ دونوں رویے اور انتہائیں غلط ہیں۔ جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اپنا مکمل نفاذ چاہتا ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً﴾

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔''

اس لحاظ سے سورۃ النساء کی زیر مطالعہ آیت بہت اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے حوالے سے ایک پورا پیکج ہمارے سامنے آتا ہے۔ فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا﴾ ''اور اللہ ہی کی بندگی کرو اور کسی چیز کو بھی اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔''

یہاں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنا حق بیان کیا ہے اور یہ اللہ کا سب سے بڑا حق ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کا مقصد تخلیق بھی بیان کر دیا ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات) ''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

یہ زندگی بھر کا مطالبہ ہے کہ پوری زندگی اللہ کی بندگی میں گزاری جائے۔ بندگی کے تقاضوں میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی شامل ہے۔ اخلاقیات اور معاملات میں بھی اللہ کی بندگی ہو۔ سیاست، معاشرت اور معیشت میں بھی اللہ کی بندگی ہو۔ عدالت، حکومت اور ریاست میں بھی اللہ کی بندگی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں، اللہ کی شریعت کے مقابلے میں کسی اور کا حکم نافذ ہو رہا ہے تو پھر یہ اللہ کی بندگی نہیں ہے۔

مرتب: ابو ابراہیم

اس حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتاب ''حقیقت و اقسام شرک'' میں تفصیل سے تذکرہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں عام طور پر فائرنگ کا رُخ دوسروں کی طرف ہوتا ہے۔ یعنی کفر اور شرک کے فتوے ہم دوسروں پر تو لگاتے ہیں مگر اپنے اعمال اور معاملات میں زیادہ غور نہیں کرتے۔ لیکن ڈاکٹر صاحبؒ کی یہ کتاب پڑھنے کے بعد ہمیں دوسروں کی نسبت اپنی زیادہ فکر لگ جاتی ہے۔ یہ کتاب ہر کسی کو پڑھنی چاہیے کیونکہ شرک کا معاملہ بہت ہی حساس ہے۔ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ قیامت کے دن بندہ فدیہ دینا چاہے گا تاکہ اس کے بدلے اس کو عذاب سے نجات مل جائے مگر اللہ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں بہت ہلکی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ صرف میری عبادت کرنا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی شرک سے حفاظت فرمائے۔ یہ عقیدے میں بھی آ جاتا ہے، نیتوں میں بھی آ جاتا ہے، اعمال میں بھی آ جاتا ہے۔ دکھاوے کی شکل میں بھی آتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ (النساء: 36) ''اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔''

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ اپنی جگہ ایک بہت بڑا موضوع ہے۔ تنظیم اسلامی کے منتخب نصاب میں بھی خصوصی طور پر شامل ہے اور اس حوالے سے سورہ بنی اسرائیل کی آیات 23 تا 25 کا مطالعہ بھی کروایا جاتا ہے:

''اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے، اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ جو تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے، اگر تم نیک ہو گے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔''

اسلام میں والدین کے حقوق کا یہ تقاضا ہے جبکہ بے خدا تہذیب کے تقاضے کچھ اور ہیں۔ وہاں ماں باپ کو گھروں سے نکال کر اولڈ ہاؤسز میں سڑنے کے لیے پھینک دیا جاتا ہے اور سال میں ایک مرتبہ نمائشی طور پر فادر ڈے اور مدر ڈے منا لیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ یہ کر کے والدین کا حق ادا ہو گیا۔ بدقسمتی سے یہی اثرات آج ہمارے معاشرے میں بھی پھیل رہے ہیں۔ حالانکہ والدین کا حق اتنا بڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے حق کے فوراً بعد والدین کا حق بیان فرمایا۔ مولانا امین

حسن اصلاحی صاحب نے اس موضوع پر بہت زبردست کتاب لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے مگر تخلیق کا ذریعہ ہمارے والدین بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے مگر اس کا ذریعہ ہمارے والدین بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نگہبان ہے مگر بچے کی حفاظت کا ذریعہ والدین بنتے ہیں۔ ماں کتنا عرصہ بچے کو پیٹ میں اُٹھاتی ہے اور پھر کتنا عرصہ اس کو سنبھالتی اور دودھ پلاتی ہے۔ والد اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر بغیر کسی صلہ کی امید کے اولاد کو پالتا ہے مگر دجالی تہذیب کے اثرات ہیں کہ آج اولاد والدین کی ناشکری کرتی ہے۔ حالانکہ حدیث میں واضح کر دیا گیا ہے کہ والدین تمہارے لیے جنت کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں اور جہنم کا بھی۔ اگر تم والدین کی خدمت کرو گے، حسن سلوک سے پیش آؤ گے تو اس کے نتیجے میں جنت ملے گی اور اگر بے ادبی، نافرمانی اور ناشکری کا رویہ رکھا تو اس کا نتیجہ جہنم کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کو محبت سے دیکھو تو حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَبِذِي الْقُرْبٰى﴾ ''اور قرابت داروں (کے ساتھ)''۔

والدین کے بعد قرابت داروں کا حق ہے۔ ایک حدیث میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کو خوب نوازتا ہے، انہیں مال، اولاد، دولت، زراعت، مویشی عطا کرتا ہے حالانکہ اس بستی والوں کے اعمال نافرمانی اور سرکشی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ان کو یہ سب کچھ کیوں ملتا۔ یعنی اللہ بھی بندوں سے رحمت کا سلوک کرتا ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی چاہیے کہ وہ قرابت داروں اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا سلوک کرے۔ حدیث میں ذکر ہے کہ صلہ رحمی کا صلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور جن گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ جلد دیتا ہے ان میں سے ایک گناہ قطع رحمی بھی ہے۔ رحم کا لفظ رحمٰن سے آیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے بندوں کو جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو میرے بندوں کو توڑے گا تو میں بھی اس کو توڑ کر رکھ دوں گا۔ اسی طرح قرابت داروں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک یہ بھی ہے کہ تنگی تکلیف میں ان کی مدد کی جائے۔ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ والدین، اولاد، بیوی کی کفالت تو انسان کے ذمہ ہے لیکن ان سے ہٹ کر جو مستحق قریبی رشتہ دار ہیں ان کو انسان اپنے مال میں سے زکوٰۃ اور خیرات کی صورت میں دے سکتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنے کا دہرا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے: ایک دینے کا اجر اور ایک صلہ رحمی کا اجر۔ جس طرح حدیث میں یہ ذکر ہے کہ جو تین بیٹیوں کی کفالت کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔ اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ اگر کسی کی کفالت میں خالہ، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی جیسے تین رشتہ دار ہوں اور وہ ان کی کفالت کی ذمہ داری پوری کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جنت عطا فرمائے گا۔

آج دجالی تہذیب ان سنہری اقدار و روایات کو برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ 8 مارچ (خواتین مارچ) والے نکاح کا انکار کرتے ہیں، سیکولرز اور لبرلز فیملی سسٹم کا انکار کرتے ہیں۔ آج صلہ رحمی اور حسن سلوک کا تصور ہی ناپید ہو رہا ہے ایک ہی گھر میں رہنے والے افراد کا آپس میں وہ سلوک اور رویہ نہیں ہے جس کا دین تقاضا کرتا ہے۔ والدین کے پاس اولاد کو دینے کے لیے وقت نہیں ہے، شوہر کے پاس بیوی کے لیے وقت نہیں ہے۔ اولاد کو موبائل سے فرصت نہیں۔ کہاں یہ کہ اللہ تعالیٰ قرابت دار رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ (النساء: 36) ''اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ''

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کے لیے نمونہ بنایا ہے۔ انہوں نے یتیمی کے حالات بھی دیکھے اور آپ ﷺ سے بڑھ کر کون جانتا تھا کہ یتیم بچے کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ جس کے سر پر کوئی دست شفقت رکھنے والا نہ ہو، کوئی اس کو سرد اور گرم حالات سے بچانے والا نہ ہو تو کیا کیفیات ہوتی ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو جوڑ کر دکھاتے ہوئے فرمایا: ''میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ایک ساتھ ہوں گے۔''

آج ایک بڑا مسئلہ ہے کہ دل سخت ہو گئے ہیں اس کی کچھ دیگر وجوہات بھی ہیں جیسا کہ ڈپریشن ہے، انگزائٹی ہے اور سٹریس ہے وغیرہ وغیرہ لیکن اس کی ایک وجہ یتیموں کے سر پر دست شفقت نہ رکھنا بھی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک شخص نے شکایت کی کہ یارسول ﷺ! میرا دل بڑا سخت ہو گیا ہے، کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو، اللہ تمہارے دل کو نرمی عطا کر دے گا۔ ان چیزوں کے بارے میں ہم نہیں سوچتے۔ بڑے بڑے میڈیکل ٹیسٹوں پر لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں لیکن اگر دین کے بتائے ہوئے ان پہلوؤں پر بھی عمل کر لیں تو شاید کئی مسئلے حل ہو جائیں۔ آج دل ایسے سخت ہو گئے ہیں کہ جائیداد کے لیے والدین کو قتل کر دیتے ہیں، PUB G گیم کے لیے ماں باپ اور بہنوں بھائیوں کا قتل کیا جا رہا ہے، چند ٹکوں کی خاطر رشتہ داروں کی زندگیاں چھین لیتے ہیں۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر 60 کے مطابق زکوٰۃ کے 8 مصارف ہیں۔ وہاں فقراء اور مساکین کا ذکر بھی ہے۔ آج ہمارے ملک کے حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ مزدور، چھوٹے ملازمین اور عوام کی اکثریت اپنی ضروریات زندگی پوری نہیں کر پا رہی۔ لوگ جمعہ کی نماز کے لیے آتے ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ ہمارے حقوق کے بارے میں بھی بات کیا کیجئے۔ اتنی تنخواہ نہیں جتنا بجلی کا بل آتا ہے تو بے چارہ غریب کھائے گا کہاں سے، گھر کا کرایہ کہاں سے ادا کرے گا، گھر والوں کی ضروریات کیسے پوری کرے گا۔ فقہ کی رو سے مساکین وہی ہیں جن کو محنت اور مشقت کے باوجود اتنا معاوضہ نہیں ملتا کہ وہ ضروریات زندگی پوری کر سکیں۔ ہمارا دین ایسے لوگوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا تقاضا کرتا ہے۔ ایک حدیث میں بڑی پیاری بات آئی ہے: ((هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم)) ''تمہیں مدد دی جاتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے تمہارے کمزوروں کی وجہ سے۔''

کسی گھر میں کوئی بچہ ہے، کسی گھر میں کوئی ضعیف ہے، کسی گھر میں کوئی معذور ہے۔ عورت خود بھی کمزور ہے اور اس کی کفالت بھی مرد کے ذمہ ہے۔ ان کمزوروں کی کفالت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رزق دیتا ہے۔ یعنی ہمارے رزق، مال اور پیسے میں کمزوروں کا بھی حق ہے اور اس حق کو ادا کرنا ہم پر لازم ہے۔ آگے فرمایا

﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ (النساء: 36)

''اور قرابت دار ہمسائے اور اجنبی ہمسائے کے ساتھ''

پڑوسیوں کی مختلف اقسام کا تذکرہ احادیث رسول ﷺ میں بھی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ ایک وہ پڑوسی ہوتے ہیں جو ہمارے رشتہ دار ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو اجنبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دے رہا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایک وقت وہ بھی تھا جب ایک گھر سے کھانا جاتا تھا اور سات گھروں سے ہوتا ہوا واپس پہلے گھر میں آ جاتا تھا۔ یعنی ہمسائے کے حقوق کا اتنا خیال رکھا جاتا تھا۔ اہل ایمان کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی اللہ نے بیان فرمائی:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

خَصَاصَةٌ ط﴾ (الحشر: 9) ''اور وہ تو خود پر ترجیح دیتے ہیں دوسروں کو خواہ ان کے اپنے اوپر تنگی ہو۔''

خواہ خود کتنے ہی ضرورت مند کیوں نہ ہوں لیکن اپنے قرابت دار، ہمسایہ کی ضرورت کا خیال پہلے رکھتے ہیں۔ خود پر اپنے اہل ایمان بھائیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ مفسرین نے اس کے ذیل میں چند باتیں لکھی ہیں کہ آس پاس کے چالیس گھر پڑوسیوں میں شمار ہوتے ہیں، ان میں سے وہ حسن سلوک کا اتنا ہی زیادہ مستحق ہے جو جتنا زیادہ قریب ہے۔ دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ آس پاس کے چالیس گھروں کے باہر بھی جہاں تک تم حسنِ سلوک کا مظاہرہ کر سکتے ہو کرو۔ ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ ہمسایہ میں کوئی مسلمان بھی ہو سکتا ہے اور کوئی غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے۔ ان میں سے مسلمان کا حق زیادہ ہو گا مگر غیر مسلم کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا ہے۔ اسی طرح مسلمان پڑوسیوں میں سے رشتہ دار کا حق زیادہ ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا﴾ (النساء: 36) ''اور ہم نشین ساتھی اور مسافر کے ساتھ''

ہم نشین سے مراد وہ شخص ہے جو مسجد میں، آفس میں، سفر میں آپ کے پاس بیٹھا ہو۔ اللہ کا کلام ان کو بھی پڑوسی قرار دیتا ہے۔ یہ لوگ بھی ہمارے حسنِ سلوک کے مستحق ہوتے ہیں۔ اللہ کے دین میں زندگی کے ہر گوشے کے لیے رہنمائی ہے۔ اربعین نووی کی احادیث میں ایک جگہ ذکر ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے اپنے پڑوسی کا اکرام کرے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام اتنی مرتبہ میرے پاس پڑوسی کے حق کے بارے میں وصیت لے کر آئے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ کہیں پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار نہ بنا دیا جائے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ قسم اٹھا کر فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں۔ صحابہ کرام ؓ لرز اُٹھے کہ ایسا بدنصیب شخص کون ہو سکتا ہے۔ فرمایا: جس کی ایذا سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں ہے۔

اگلی بات یہ ہے کہ اپنے حسن سلوک کے دائرہ کو بڑھایا جائے۔ آج تو پوری دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((الخلق عیال اللّٰہ)) ''ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔'' اس لحاظ سے ساری مخلوق ایک پڑوس بن جاتی ہے۔

اسی طرح حسن سلوک کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم علاقائیت اور صوبائیت کے پھیلائے جانے والے زہر کو مزید پھیلانے کا ذریعہ نہ بنیں بلکہ بحیثیت مسلمان ہمارا رویہ اور طرزِ عمل سب سے حسن سلوک والا ہونا چاہیے، چاہے کوئی کشمیری ہو، پنجابی ہو، بلوچ ہو، سندھی ہو، پٹھان ہو۔ ملک کے حالات مزید دگرگوں ہو رہے ہیں، ہماری فورسز پر حملے ہو رہے ہیں جن کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ دوسری طرف ہم نے بھی لوگوں پر ظلم کر کے نفرت کے بیج بوئے ہیں۔ لہٰذا اب بڑے حلقوں سے بات آ رہی ہے کہ ان کو سینے سے لگانے کی ضرورت ہے۔ وہاں کے لوگوں نے کہا کہ جو مجرم ہے آپ اس کے خلاف قانونی کارروائی کریں، ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ گلوبل لیول پر دیکھا جائے تو ہماری ہمدردیاں سب سے زیادہ فلسطین، کشمیر اور برما کے مسلمانوں کے ساتھ ہونی چاہئیں۔ اسی طرح پڑوسی ممالک کے ساتھ بھی ہمارا رویہ مثالی ہونا چاہیے۔ ہمارے حکومتی عہدیداروں کی طرف سے انڈیا کے ساتھ تو خیر سگالی کے بڑے جذبات کا اظہار ہوتا ہے، کبھی ان کے نمائندے کو کانفرنس میں شرکت کے لیے بلایا جاتا ہے، کبھی وزیر اعلیٰ کی طرف سے بیان آتا ہے کہ ہم نے انڈیا کے ساتھ تعلقات بڑھانے ہیں۔ کیا افغانستان ہمارا پڑوسی ملک نہیں ہے؟ کیا وہ ہمارا دشمن ہے؟ مشرکوں سے تعلقات بڑھانے کے لیے تو ہم تیار ہیں پڑوسی مسلم ملک سے تعلقات بحال کرنے میں ہمیں کیوں مسئلہ ہے؟ حالانکہ انہوں نے امارت اسلامیہ افغانستان ہونے کا اعلان کیا ہے اور اپنے تئیں وہ شریعت نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کسی بھی کافر ملک کے مقابلے میں ان کا حق ہم پر زیادہ ہے کہ ہم ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

مسلم معاشرے میں مسافر کے بھی حقوق ہوتے ہیں کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔ اس کو راستے اور منزل کے حوالے سے رہنمائی دی جائے، زادِ سفر نہ ہو تو مہیا کیا جائے۔ لٹ گیا، کوئی حادثہ پیش آ گیا، کسی مشکل میں پھنس گیا تو اس کی مدد کی جائے۔ اسلامی معاشرے میں مسافروں کو کھانا کھلایا جاتا تھا، رات کو رہنے کے لیے ان کو جگہ دی جاتی تھی، مساجد میں مسافروں کے لیے انتظام کیا جاتا تھا۔ ریاست مہمان خانوں کا انتظام کرتی تھی۔ زکوٰۃ کے 8 مصارف میں سے ایک ضرورت مند مسافر کو دینا بھی ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط﴾ (النساء: 36) ''اور وہ لونڈی غلام جو تمہارے ملک یمین ہیں (ان کے ساتھ بھی نیک سلوک کرو)۔''

پہلے کنیز اور غلام ہوا کرتے تھے، آج بہرحال ملازمین ہوتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ غلام 24 گھنٹے کام کرتے تھے لیکن ملازمین آٹھ گھنٹے کام کرتے ہیں اور معاوضہ پاتے ہیں۔ لیکن بہرحال ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کا تقاضا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝﴾ (النساء: 36) ''اللہ بالکل پسند نہیں کرتا اُن لوگوں کو جو شیخی خورے اور اکڑنے والے ہوں۔''

تکبر دل میں ہو تو بندہ اللہ کے سامنے جھکتا بھی نہیں اور دوسروں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ انسان متکبر ہو گا تو ماں باپ کا حق بھی مارے گا، قرابت داروں، پڑوسیوں اور غریب مسکین کا حق بھی مارے گا۔ یہ تکبر تھا جو شیطان کو لے ڈوبا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا تو وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو سلام میں پہل کرے وہ تکبر سے بچا لیا گیا۔ اگر بندہ سوچ رہا ہے کہ میں برتر ہوں، میں سینئر ہوں، میں فلاں ہوں اور سامنے والا کم تر ہے، میں باس ہوں یہ نوکر ہے، میں شوہر ہوں یہ بیوی ہے لہٰذا پہلے وہ سلام کرے میں کیوں کروں؟ یہ تکبر کی علامت ہے۔ اس کسوٹی پر ہم سب اپنا اپنا جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر جیسے گناہ سے محفوظ رکھے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال، تعلیم بی ایس سی، گورنمنٹ ملازم، قد "5'.9 کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ، صوم صلوٰۃ کی پابند لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4962207

☆ کراچی میں مقیم صدیقی فیملی کو اپنی بیٹی (رفیقہ تنظیم اسلامی)، عمر 28 سال، الیکٹرانک انجینئر، دینی تعلیم کی حامل (مطلقہ) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے، دوسری شادی قبول۔ تنظیم اسلامی کی فیملی کو ترجیح دی جائیگی۔

برائے رابطہ: 0335-3469313

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

سالانہ اجتماع کے مقاصد

اور اُن کے حصول کا طریقہ کار

بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ایک فکر انگیز خطاب سے ماخوذ

تنظیم اسلامی کے نویں سالانہ اجتماع منعقدہ 25 تا 29 مئی 1984ء کے موقع پر بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ نے اپنے افتتاحی خطاب میں جہاں دیگر اہم امور پر اظہارِ خیال فرمایا' وہاں اجتماع کے مقاصد پر بھی وضاحت سے روشنی ڈالی۔ ذیل میں ہم اُن کی گفتگو کے اس حصے کو معمولی سے حک و اضافے کے ساتھ پیش کر رہے ہیں' اس لیے کہ اجتماع کے جو مقاصد اُس وقت تھے وہی آج بھی ہیں۔ (ادارہ)

سالانہ اجتماع کے چار اہم مقاصد ہیں' جو ہم میں سے ہر شخص کے سامنے شعوری طور پر رہنے چاہئیں۔

جذبۂ تازہ کا حصول

اس اجتماع کا پہلا مقصد یہ ہے کہ جب ہم یہاں سے جائیں تو جذبۂ تازہ لے کر جائیں۔ ہمارے اندر ایک نئی لگن پیدا ہو جائے۔ جذبے کا تمام تر دار و مدار ایمان پر ہے۔ یقین جتنا گہرا ہوگا' اللہ کے ہاں محاسبہ کا خوف جتنا زیادہ دامن گیر ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں جس قدر بڑھتی جائے گی' اس کی خوشنودی کے لیے تن من دھن لگانے کا جذبہ بھی اُسی قدر بڑھتا چلا جائے گا۔ دل میں ایمانِ حقیقی جاگزیں ہو چکا ہو تو انسان بڑی سے بڑی قربانی کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ بات آپ کو معلوم ہوگی کہ دلوں پر بھی زنگ آ جایا کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں ایمانی کیفیات دھندلانے لگتی ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''(بنی آدم کے) قلوب بھی اسی طرح زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسے لوہا پانی پڑنے سے۔ دریافت کیا گیا' یا رسول اللہ ﷺ اس زنگ کا علاج کیا ہے؟ فرمایا موت کی بکثرت یاد اور قرآن مجید کی تلاوت''۔ (بیہقی)

صحابہ کرام ؓ نے بہت ہی عملی سوال کیا۔ ان حضرات کا بالعموم انداز ہی یہ ہوتا تھا کہ وہ زیادہ علمی نوعیت کے مسئلوں میں نہیں پڑا کرتے تھے۔ ان کا یہ تجربہ تھا کہ تلواروں پر زنگ آ جائے تو صیقل کر لیا جاتا ہے۔ دل کے زنگ کو کس چیز سے دور کیا جائے؟ دلوں کی ویران دنیا پھر سے کیسے آباد ہو جائے کہ جذبۂ ایمانی جھلملا اٹھے۔ آپ ؐ نے جواباً دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ ایک موت کی بکثرت یاد' تاکہ یہ احساس رہے کہ یہاں رہنا نہیں ہے' بلکہ ایک دن یہاں سے جانا ہے۔ گویا یہ دنیا ہماری منزل نہیں ہے بلکہ راہ گزر ہے۔ اس ضمن میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ بھی نہایت جامع ہیں: ((کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ)) یعنی ''دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی یا راہ چلتا مسافر''۔ دوسری چیز جس کا آپ ؐ نے باہتمام ذکر فرمایا' وہ ہے تلاوتِ قرآن۔ گویا اس زنگ کو اتارنے کے لیے یہ دو بہت ہی مؤثر ذریعے ہیں۔

اس اجتماع کا پہلا مقصد یہ ہوا کہ ان دنوں میں ہم نے اس زنگ کو اتارنا ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارا جذبہ سرد پڑ رہا ہے۔ گویا کہ بیٹری کو از سرِ نو چارج کرنا ہے۔ آپ لوگ اگر پورے صبر اور ہمت کے ساتھ مصیبت کو جھیلتے ہوئے خوش دلی کے ساتھ اجتماع کے پروگراموں میں شریک رہے تو ان شاء اللہ کسی نہ کسی درجے میں یہ مقصد ضرور حاصل ہوگا اور آپ اپنے جذباتِ ایمانی میں حرارت اور تازگی محسوس کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

مقصد اور طریق کار کا شعور

اس اجتماع کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ہمارے سامنے اپنے مقصد اور طریق کار کا شعور نکھر کر آئے اور مزید اجاگر ہو! اس لیے کہ جس طرح دلوں پر زنگ آ جایا کرتا ہے' ایسے ہی ذہن بھی زنگ آلود ہو جایا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ انسان محسوس کرتا ہے کہ ذہن پر بھی کچھ غبار سا آ گیا ہے' جس کے نتیجے میں فکر کے خدوخال دھندلانے لگتے ہیں۔ اس زنگ کو اتارنے کے لیے اپنے مقصد اور طریق کار کا شعور ہونا ضروری ہے۔ انسان سوچتا ہے کہ ہماری اس دنیوی جدوجہد کا ہدف کیا ہے؟ ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ یہ صورت ہرگز نہیں ہونی چاہیے کہ

ع ''آہ وہ تیر نیم کش' جس کا نہ ہو کوئی ہدف۔''

اگر کیفیت یہ ہو تو گویا بہت ہی مایوس کن علامت ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کچھ لوگ کام تو کر رہے ہیں' لیکن انہیں یہ شعور نہیں کہ ہمارا ہدف کیا ہے۔ اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمارے اس سفر کی منزل کون سی ہے۔ اس مقصد کے شعور کے علاوہ اس مقصد اور منزل تک پہنچنے کا راستہ کون سا ہے' اس کا شعور بھی ذہنوں کے اندر برقرار رہنا چاہیے۔ لیکن انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے بھانت بھانت کی بولیاں سنتا ہے' طرح طرح کے فلسفوں سے اس کو سابقہ پیش آتا ہے' مختلف نوعیت کی دعوتیں مختلف جوانب سے اس کے کانوں تک پہنچتی ہیں' لہٰذا کچھ شکوک و شبہات کا پیدا ہو جانا فطری ہے۔ ہمیں اس اجتماع کے موقع پر اپنے مقاصد کے شعور کے ساتھ ساتھ طریق کار کو پورے مراحل و مدارج کے ساتھ از سرِ نو اجاگر کرنا ہے۔

رفقاء کا باہمی تعارف

اس اجتماع کا تیسرا مقصد اس قافلے کے ساتھ چلنے والے ساتھیوں کا باہمی ربط و ضبط بڑھانا اور محبت قلبی میں اضافہ کرنا ہے۔ کسی بھی اجتماعیت میں رفقاء کا باہمی تعارف بہت ہی اہم ہوتا ہے۔ اس اجتماع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کا ایک موقع فراہم کر دیا ہے۔ اس وقت ملک کے کونے کونے سے رفقاء تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی سنہری موقع ہے کہ ہم اپنے ساتھیوں سے زیادہ سے زیادہ ربط و ضبط بڑھائیں' اور ایک دوسرے کا تعارف حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس دور میں دینی اخوت کو نبھانے کے لیے وقت نکالنا بہت ہی مشکل ہے۔ بقول شاعر ؎

بھلا گردشِ فلک کی چین دیتی ہے کسے انشاء
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

نظم کی اہمیت کا ادراک

ہمارے اس اجتماع کا چوتھا مقصد یہ ہے کہ ہمیں نظم و ضبط کی اہمیت کا ادراک ہو۔ چونکہ ہم ایک منظم جماعت کے تحت انقلابی جدوجہد کر رہے ہیں' لہٰذا اس کام میں نظم کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ نظم کی اہمیت کے ضمن میں جو آیات و احادیث بیان ہوتی ہیں' وہ ہمارے ہر رفیق کے سامنے آئینے کی طرح ہونی چاہئیں۔ نظم و ضبط یا ڈسپلن کی اہمیت کے ادراک کا ایک علمی پہلو ہے' اس کی بھی اپنی جگہ بہت زیادہ اہمیت ہے' لیکن اس علمی سطح پر ادراک کے ساتھ ساتھ ہمیں نظم و ضبط کو عمل (Practice) میں بھی لانا چاہیے۔ اور وہ عملی پہلو یہ ہے کہ ہم نظم کے خوگر بن جائیں۔ ہمارا نظم مثالی ہونا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ دیکھنے والے یہ محسوس کریں کہ یہ کوئی منظم جماعت نہیں' ہجوم ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

عیدِ آزاداں شکوہِ ملک و دیں
عیدِ محکوماں ہجومِ مومنیں

اس اجتماع کے موقع پر بھی نظم و ضبط کا بھرپور مظاہرہ

ہونا چاہیے۔ اجتماع کے منتظمین سے اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو ان پر نکیر کرنے کے بجائے خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ ان کی توجہ اس جانب مبذول کرانی چاہیے۔ ہمیں اپنے رفقاء کے بارے میں کسی بھی درجے میں سوءِ ظن میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ انہوں نے جان بوجھ کر آپ کے لیے کوئی تکلیف دہ صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اس طرح کے کسی خیال کو ذہن میں نہ آنے دیجیے۔ خود آپ لوگوں کی طرف سے کوئی بدنظمی صادر نہ ہو۔ یہ بھی آپ کی تربیت کا ایک اہم حصہ ہے۔

حصولِ مقاصد کا ذریعہ

پہلے دو مقاصد کے لیے ہمارا Source قرآن ہے‘ جو ہمارا ہادی ہی نہیں بلکہ سرچشمۂ ایمان بھی ہے۔ قرآن ہی ہمیں ان مقاصد کا شعور عطا کرنے والا ہے۔ یہی ہے جو ہمیں ان مقاصد کے حصول کا طریق کار بتانے والا ہے۔ نظم جماعت کس طور کا ہو‘ اس کی طرف ہماری رہنمائی کرنے والا بھی یہی قرآن ہے۔ آپ لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جب میں لفظ قرآن کہتا ہوں تو اس وقت میرے ذہن میں قرآنِ متلو کے ساتھ‘ جس کی ہم تلاوت کرتے ہیں اور جو مصحف کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے‘ قرآنِ مجسم حضرت محمد ﷺ بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ قرآن اور ذاتِ رسولؐ بریکٹ ہیں۔ میرے نزدیک یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ اس قرآن کی توضیح وتشریح آپ ﷺ نے اپنے قول سے بھی کی ہے اور اس کے دیے ہوئے مقاصد کے حصول کے لیے ایک عملی جدوجہد بھی بالفعل کر کے دکھائی ہے۔ اس عملی جدوجہد کے تمام مراحل ومدارج سیرتِ مطہرہ میں ہمیں ملتے ہیں۔ گویا یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے سے آپ کی توجہ سورۃ البینہ کی ابتدائی آیات کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ فرمایا:

”جو لوگ کافر ہیں (یعنی) اہل کتاب اور مشرک وہ (کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ اُن کے پاس کھلی دلیل (نہ) آتی۔ (یعنی) اللہ کے پیغمبر جو پاک اَوراق پڑھتے ہیں۔ جن میں مستحکم (آیتیں) لکھی ہوئی ہیں۔“

یعنی وہ بینہ اللہ کی جانب سے ایک رسول ہیں‘ جو ان پاکیزہ صحیفوں کی تلاوت کرتے ہیں۔ گویا یہ رسول اور کتاب مل کر ایک بینہ یعنی ایسی روشن دلیل جو حجت قاطع بن جائے‘ کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو مقصد کے شعور اور ایمان کی جلا کا واحد ذریعہ یہی ہے۔ ہمیں طریق کار اور اس کے مراحل کا شعور بھی وہیں سے حاصل کرنا ہے۔

اس اجتماع کا جو تیسرا مقصد ہے‘ اس کے حصول کے لیے آپ کو خصوصی طور پر وقت نکالنا ہوگا۔ اپنے نفس کے ناگزیر حقوق کی ادائیگی یعنی کھانے‘ پینے اور بقدرِ ضرورت سونے کے بعد جو وقت بھی فارغ ملے اور ان بھاری بھرکم پروگراموں سے جو وقت بچ جائے اسے غنیمت سمجھتے ہوئے اس مقصد کے حصول کے لیے صرف کریں۔ یہ اس وقت کا بہترین مصرف ہوگا۔ ایک مختصر سا تعارف تو آپ کو رفقاء کے سینوں پر آویزاں بیجوں سے حاصل ہو جائے گا لیکن اس کے علاوہ اپنے رفقاء کے حالات معلوم کرنا اور ان سے ذاتی تعلق بڑھانا بھی ضروری ہے۔ گویا فارغ اوقات میں آپ اپنے ہم مقصد ساتھیوں کا تفصیلی تعارف حاصل کریں تاکہ باہم محبت میں اضافہ ہو۔

اللہ کی خاطر باہم محبت رکھنے والوں کے لیے بشارتیں

کسی بھی اجتماعیت کے لیے آپس کا میل جول اور باہمی محبت بہت ہی ضروری ہوتی ہے۔ ہماری اس چھوٹی سی اجتماعیت میں اخوتِ باہمی کی فضا پیدا ہونی چاہیے۔ اس حوالے سے ان احادیث مبارکہ کو ذہن میں رکھیے کہ جن میں آپؐ نے ان مؤمنین کے لیے جو دین کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں‘ بشارتیں سنائی ہیں۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں:

((فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول‘ قال اللہ تبارک و تعالی ‘ وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ، وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ، وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ))(موطا)

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری محبت ان لوگوں کے حق میں واجب ہوگئی جو صرف میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور جو میری خاطر مل جل کر بیٹھتے ہیں اور جو میرے لیے ایک دوسرے کو ملنے آتے ہیں اور جو میری محبت میں ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں“۔

اس حدیث مبارکہ میں جو لفظ ”فِیَّ“ آیا ہے‘ اس کا کوئی مجرد تصور اپنے ذہن میں رکھیے۔ یہاں اللہ کے لیے محبت کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی ہیں اللہ کے دین کے لیے اور اس کے کلمے کی سربلندی کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے کا جذبہ۔ گویا غلبۂ دین کے لیے جو منظم جدوجہد ہو رہی ہے‘ ایک قافلہ ہے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ شریک ہیں۔ اب اس قافلے میں چلنے والے کچھ پرانے ساتھی ہیں اور کچھ نئے بھی ہیں‘ ان میں سمجھ دار بھی ہیں اور ناسمجھ بھی ہیں۔ اس قافلے کے وہ ہم سفر کہ جو بہت عرصہ پہلے سے شامل ہیں‘ ان پر بہت سے حقائق واضح ہیں جبکہ جو اس قافلے میں نئے ہم سفر ہیں‘ انہیں ابھی بہت سی چیزوں کا شعور نہیں ہے۔ پھر ان میں وہ بھی ہیں کہ جنہیں دوسری تنظیموں اور جماعتوں میں کام کرنے کا کوئی تجربہ سرے سے ہے ہی نہیں۔ اس قافلے میں شامل افراد کو جوڑنے والی چیز ایک مقصد کی لگن اور احساسِ فرض ہے‘ اسی کے تحت یہ قافلہ قدم بقدم آگے بڑھ رہا ہے۔

ان لوگوں کو پہلے تو محسوس ہوگا کہ جیسے ان پر راستے کے نشانات پوری طرح واضح نہیں تھے‘ تاہم فرض کی ادائیگی کے تحت سفر کا آغاز کریں گے تو جیسے جیسے اس راستے پر آگے بڑھیں گے‘ وہ یہ محسوس کریں گے کہ جیسے کوئی انگلی پکڑ کر چلا رہا ہے۔ کوئی ہمارے سامنے منزل کو روز بروز اجاگر کرتا چلا جا رہا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث مبارکہ میں بھی جو حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے‘ اللہ کے لیے باہمی محبت کرنے والوں کو خوشخبری سنائی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ: اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ؟ اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ)) (متفق علیہ)

”قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو میری جلالت شان کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج کے دن میں انہیں اپنے سائے میں پناہ دوں گا۔ آج کے دن میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔“

بعض دوسری روایات میں ”عرش“ کا لفظ آیا ہے کہ میں ان کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا۔ لیکن یہاں تو اس درمیانی واسطے کو بھی علیحدہ کر کے ”ظِلِّی“ یعنی اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دوں گا‘ کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

احادیث میں وارد شدہ ان بشارتوں کو سامنے رکھ کر اپنے فارغ اوقات کو باہمی تعارف اور میل جول میں صرف کیجیے۔ اور اس کام میں جو وقت بھی صرف ہوا سے نہایت قیمتی سمجھئے کہ یہ ہرگز رائیگاں جانے والا نہیں ہے۔

مجھے قوی امید ہے کہ اگر آپ ان چار مقاصد کو سامنے رکھ کر پوری دلچسپی‘ انہماک اور نظم وضبط کے ساتھ اجتماع کے پروگراموں میں شریک ہوں گے تو نہ صرف یہ کہ طریق کار اور منہج عمل کے بارے میں اگر کوئی ابہام آپ اپنے ذہنوں میں لے کر آئے تھے تو وہ از خود رفع ہو جائے گا بلکہ آپ ایک ولولۂ تازہ کے ساتھ اس اجتماع سے رخصت ہوں گے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِھٰذَا

ٹرمپ، امریکہ کا نیا صدر

ایوب بیگ مرزا

ہم پاکستانیوں کا مزاج بھی خوب ہے اپنی کوئی کل سیدھی نہیں، دنیا کی فکر پڑی رہتی ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں سے امریکہ کے صدارتی انتخابات پر سیاسی لفاظی کی گولہ باری ہو رہی تھی۔ ایک طبقہ یہ فرمان جاری کر رہا تھا جونہی ٹرمپ جیتا، حکومت پاکستان کو فون پر عمران خان کی رہائی کے احکامات جاری کرے گا۔ اور تو اور حیرت ہے مشاہد حسین سید جیسے پڑھے لکھے اور عالمی حالات سے باخبر بھی یہ بات کہہ رہے تھے۔ حضرت! دنیا میں ایسا نہیں ہوتا بھائی، ہرگز ایسا نہیں ہوتا کہ پاکستان کی طرح حکومت یا طاقتور طبقات آئین، قانون، ضابطے اور اصولوں کو پاؤں تلے روند کر جو چاہیں کرتے جائیں۔ ٹرمپ صدر بن چکے ہیں۔ نہ کوئی فون آئے گا نہ کوئی فوری طور پر رہا ہوگا۔

یہ بات الگ ہے کہ ٹرمپ صدارتی عہدہ سنبھالنے کے بعد جو اپنی خارجہ پالیسی وضع کریں گے، اُس کے منطقی نتیجہ میں عمران خان اور تحریکِ انصاف کو پاکستان میں فائدہ پہنچ جائے۔

راقم کے نزدیک ٹرمپ کی خارجہ پالیسی یا باہر کی دنیا سے تعلق کی پالیسی کو سمجھنے کے لیے پہلے اُن کی حریف یعنی ڈیموکریٹک پارٹی کی پالیسی سمجھنا ہوگی۔ خاص طور پر کلنٹن سے لے کر بائیڈن تک ڈیموکریٹس نے جو پالیسی اختیار کی ہوئی تھی۔ ٹرمپ کی خارجہ پالیسی اُن کے بالکل برعکس ہوگی۔ یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ٹرمپ روایتی سیاست دان نہیں ہیں، صرف اسرائیل کو استثنیٰ حاصل ہوگا۔ یعنی اسرائیل سے تعلقات اور اُس کی مدد کے حوالے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا شاید ٹرمپ اپنے پیش روؤں سے بھی آگے بڑھ کر اسرائیل کی مدد کرے۔ سینئر جارج بش کے دور میں افغانستان میں شکست کے بعد سوویت یونین پاش پاش ہو کر بکھر گیا، تمام ریاستیں الگ ہوگئیں۔ روس اکیلا رہ گیا اور روس کی بھی حالت یہ تھی کہ معاشی حالات بُری طرح لڑکھڑا رہے تھے اور مشرقی یورپ کے ساتھ مل کر اُس نے وارسا پیکٹ کے نام سے جو دفاعی اتحاد بنایا ہوا تھا نہ صرف وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگیا بلکہ روس سوویت یونین کے دشمن دفاعی اتحاد نیٹو میں شامل ہونے کی خواہش کرتا سنا گیا۔ ایسی صورتِ حال میں سینئر بش نے نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ مارا۔ درحقیقت یہ امریکہ کی عالمگیر حکومت اور مکمل کنٹرول کا نعرہ تھا کہ اب دنیا میں وہ ہوگا جو امریکہ چاہے گا امریکہ کی مرضی کے بغیر دنیا میں کچھ نہیں ہو سکے گا۔ لہٰذا اب جب وہ شہنشاہ عالم ہے تو دنیا کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں مداخلت کرنے کا اُسے حق حاصل ہے۔ دوسرے ممالک کی حکومتیں بنانے اور گرانے کا کام امریکہ پہلے بھی کرتا تھا لیکن عالمی بادشاہت حاصل کرنے کے بعد وہ اپنا مکمل حق سمجھتا تھا کہ وہ طے کرے کہ دنیا کے کس ملک میں کون حکمران بنے اور کس ملک میں کون حکمران نہ بنے۔ بالفاظ دیگر امریکہ کی ساری توجہ دنیا بھر میں اپنے پنجے گاڑھنے پر مرکوز ہوگئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پالیسی کی وجہ سے امریکہ کی دنیا بھر میں ہیبت قائم ہوگئی اور اُس کی قوت سے بڑی بڑی ریاستوں پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ مغربی یورپ تو پہلے بھی امریکہ کے ساتھ تھا نئی صورتِ حال میں ایک طرف مغربی یورپ کی حکم برداری میں اضافہ ہوا لیکن مشرقی یورپ توٹ پھوٹ کا شکار ہو کر امریکہ کی گود میں آ گرا۔ گویا امریکہ کی فرعونیت کو عروج حاصل ہوگیا۔ لیکن جیسے کہا جاتا ہے کہ جب کسی قوم کا عروج انتہا کو پہنچتا ہے تو وہیں سے زوال کی کرنیں بھی پھوٹنے لگتی ہیں گویا اُس عروج میں زوال بھی پنہاں ہوتا ہے۔ امریکہ کے حکمرانوں کے دماغوں میں جو خناس آیا تو اُس نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ افغانستان جیسے پسماندہ ترین ملک کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست سے اُس کی دنیوی عظمت اور بڑے پن کو تو زبردست جھٹکا لگا لیکن بیس سال کی انتہائی مہنگی جنگ بھی اُس کی اتنی بڑی اکانومی کو کوئی تباہ کن نقصان نہ پہنچا سکی۔ لیکن بیس سال کی اس جنگی مصروفیت کا اصل اور حقیقی نقصان جو امریکہ کو ہوا وہ یہ تھا کہ اُس کے دو دشمن موقعہ اور حالات سے فائدہ اٹھا کر توانا ہوگئے ایک روس کو پیوٹن جیسا لیڈر مل گیا تھا جس نے اس عرصہ میں روس کو پاؤں پر کھڑا کر لیا تھا اور دوسرا چین جو پہلے معاشی لحاظ سے جن بن گیا اور اب دفاعی اور جنگی لحاظ سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔

امریکہ نے افغانستان سے فارغ ہو کر سر اٹھایا تو ایک طرف چین ایشیا اور افریقہ میں اقتصادی لحاظ سے فتح پر فتح حاصل کر رہا تھا اور دوسری طرف روس کی عسکری قوت تیزی سے بحال ہو رہی تھی۔ امریکہ نے فوری طور پر ایک quad جیسے اتحاد بنا کر عسکری محاذ پر جوابی حملہ کیا۔ یوکرائن کو جو روس کی بغل میں واقعہ ہے اُسے نیٹو کا رکن بنانے کی سازش شروع کر دی تاکہ وقت پڑنے پر یوکرائن کو روس کے خلاف استعمال کیا جائے۔ لیکن روس نے صورتِ حال کو بھانپ کر ایسی نوبت آنے سے پہلے ہی یوکرائن پر حملہ کر دیا۔ اب امریکہ روس کے خلاف یوکرائن کی پشت پناہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہا۔ علاوہ ازیں بھارت کو ہلاشیری دے کر چین کے سی پیک اور BRI جیسے منصوبوں پر زوردار انداز سے حملہ آور ہے۔ گویا امریکہ افغانستان سے ذلت آمیز شکست کھانے کے باوجود اپنی عالمی بادشاہت قائم رکھنے کے لیے پاگل ہوا جا رہا ہے۔

راقم کی رائے میں ٹرمپ کی خارجہ پالیسی موجودہ امریکی حکومت کی پالیسی سے برعکس ہوگی۔ ٹرمپ کا نعرہ ہے ''امریکہ فرسٹ''۔ راقم ٹرمپ کے رویے اور اُس کی خارجہ پالیسی کو سمجھتے ہوئے اس نعرے میں تھوڑی سی تبدیلی کرے گا۔ وہ یوں ہے ''امریکہ اور صرف امریکہ، دنیا جائے بھاڑ میں''۔ وہ ایک تاجر ہے اور اُس کی نظر میں امریکہ کو اقتصادی لحاظ سے مضبوط سے مضبوط تر بلکہ مضبوط ترین ہونا ہوگا۔ اُس کی پالیسی یہ ہے کہ دنیا اپنے مسئلے خود حل کرے اور صدر امریکہ امریکی عوام کی ٹیکس آمدن سے امریکہ کو بہتر کرے۔ امریکیوں کے معیارِ زندگی کو بلند ترین سطح پر لے جایا جائے پھر یہ کہ تارکین وطن خاص طور پر ناجائز طور پر امریکہ میں داخل ہونے والوں کو اٹھا کر باہر پھینک دو۔ درآمدات پر ایسی ٹیکس پالیسی اپنائی جائے جس سے امریکہ کی حالت سدھرے، سیاسی یا عسکری بنیاد پر کسی دوسرے ملک کو مالی رعایت نہ دی جائے۔ جنگوں نے امریکہ میں تباہی پھیلائی ہے اور بے روزگاری بڑھی ہے جنگوں کا سلسلہ مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔ بائیڈن کی ڈیموکریٹک حکومت نے کتنی محنت اور کتنی بڑی رقم خرچ کر کے روس کو یوکرائن کی جنگ میں پھنسایا تھا۔ ٹرمپ کہتا ہے میں چارج سنبھالنے سے پہلے ہی اس جنگ کو ختم کر دوں گا۔ اقتصادی برتری کی دوڑ میں چین کو پچھاڑا جائے گا۔ چین سے درآمدات کو کنٹرول کیا جائے گا۔ البتہ اسرائیل کو استثناء حاصل ہوگا۔ وہ اس لیے بھی کہ اسرائیل کی غنڈہ گردی کو لگام دینا ٹرمپ کے بس کی بات نہیں ہے۔ دقتِ نظر سے غور فرمائیں تو یہ بھی امریکہ فرسٹ کے نعرے کے مطابق ہے وہ یوں کہ اگر اسرائیل کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو یہ امریکی سلامتی پر بھی سوالیہ نشان لگا دے گا۔ اس لیے کہ یہودی سرمایہ دار امریکہ سے اپنا سرمایہ نکلوا لے گا اور امریکی میڈیا جس پر یہودیوں نے اپنے پنجے گاڑھے ہوئے ہیں، وہ امریکہ کا حشر نشر کر دے گا۔ لہٰذا ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا سنبھلنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ راقم کی رائے میں ٹرمپ کتنا ہی غیر روایتی صدر کیوں نہ ثابت ہو، اسرائیل کے خلاف کوئی بڑا قدم نہیں

اٹھا سکے گا۔ پھر یہ کہ مشرقِ وسطیٰ میں اسرائیل کی حیثیت ایسے غنڈے کی ہے جسے امریکی پشت پناہی حاصل ہے۔ اگر اسرائیل کی سلامتی کو نقصان پہنچتا ہے تو اس خطے میں امریکہ کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ کیونکہ مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک امریکہ کی ہیبت اور اسرائیل کی غنڈہ گردی سے دبے ہوئے ہیں اور اُس کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اس تعلق کی وجہ خوف ہے، کوئی محبت یا فکری ہم آہنگی نہیں ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ ڈونلڈ ٹرمپ سابقہ امریکی صدور کی نسبت اسرائیل سے بعض باتیں منوانے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس حوالے سے فی الحال کوئی حتمی بات کہنا مشکل ہے۔ ایک تو اس لیے کہ اسرائیل کے منہ کو خون لگ گیا ہے اور دوسرا یہ کہ اگر اسرائیل رک جاتا ہے اور فرض کریں دو ریاستی حل کو ہی تسلیم کر لیتا ہے تو اُس کا گریٹر اسرائیل کے پلان کا کیا بنے گا جو اُس کا اصل اور بنیادی ہدف ہے۔

جہاں تک ٹرمپ کے صدر بننے کے بعد پاک امریکہ تعلقات کا تعلق ہے، راقم کی رائے میں وہ عمران خان کے لیے کوئی بڑی جست نہیں لگائے گا، لیکن اُس کی ''امریکہ اور صرف امریکہ'' والی پالیسی موجودہ حکومت کے لیے بہت نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اب تک تو بائیڈن حکومت پاکستان کی فارم 47 کی اس حکومت کے ناز نخرے اٹھا رہی تھی۔ اور اُسے غیر روایتی انداز میں سپورٹ کر رہی تھی۔ اسی زعم میں پاکستان کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ اسحاق ڈار نے ایک محفل میں ایسی گفتگو کی جس سے چین شدید ناراض ہو گیا اور گزشتہ 60، 70 سال میں پہلی مرتبہ پاکستان اور چین کے درمیان سرکاری سطح پر الفاظ کی جنگ ہوئی اور صدر پاکستان کا چین کا دورہ بھی شاید اصلاً اسی وجہ سے منسوخ ہوا۔ واللہ اعلم! قصہ مختصر ٹرمپ پاکستان کی موجودہ حکومت کو کوئی خصوصی رعایت ہرگز نہیں دے گا۔ لہٰذا اس حکومت کا چلنا اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہو جائے گا۔ اس پس منظر میں پاکستان میں کوئی تبدیلی اچنبھے کی بات نہیں ہوگی۔ بہرحال اصل صورتِ حال 2025ء کی پہلی ششماہی میں کچھ واضح ہو سکے گی۔ راقم کی دعا ہے کہ پاکستان میں حکومت کسی کی بھی ہو، اُسے کسی بڑی طاقت کا کسی سطح پر بھی محتاج نہیں ہونا چاہیے بلکہ آزاد خارجہ پالیسی کی بنیاد بنا کر آگے بڑھنا ہوگا۔ تب ہی پاکستان کو دنیا میں عزت اور وقار حاصل ہوگا۔ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی طرف یہ پہلا قدم ہوگا۔ آج تک بڑی طاقتوں کی ڈکٹیشن لے کر ہی ہم اسلام کے حوالے سے پسپائی اختیار کرتے رہے ہیں۔

❁❁❁

پریس ریلیز 08 نومبر 2024ء

اقبال کے وحدتِ اُمت کے پیغام کو فراموش کر کے مسلمان طاغوتی قوتوں کا تر نوالہ بن گئے ہیں

شجاع الدین شیخ

اقبال کے وحدتِ اُمت کے پیغام کو فراموش کر کے مسلمان طاغوتی قوتوں کا تر نوالہ بن گئے ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے 9 نومبر کی مناسبت سے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ علامہ اقبال نے 1930ء کے خطبہ الہ آباد میں برصغیر کے شمال مغرب میں اسلامی ریاست کے قیام کی پیش گوئی کر دی تھی اور اس کے قیام کا مقصد بھی واضح کر دیا تھا کہ یہ ریاست دورِ ملوکیت میں اسلام کے روشن چہرے پر پڑنے والے دھبے مٹا کر حقیقی اسلامی نظام سے دنیا کو روشناس کرائے گی۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال نے اپنے پیغام میں اُمت کو اتحاد اور وحدت کا جو درس دیا تھا جسے بھلا دینے کی وجہ سے آج مسلمان دنیا بھر میں اسلام دشمن قوتوں کی چیرہ دستی کا شکار ہو رہے ہیں۔ فلسطینی مسلمانوں پر ناجائز اسرائیلی ریاست کی بہیمانہ بمباری اور قتل و غارت گری سے ثابت ہو گیا ہے کہ اقبال کا یہ پیغام کہ ''ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے'' وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ پھر یہ کہ جس طرح فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی میں امریکہ اور مغربی یورپ کے اکثر ممالک اسرائیل کی مکمل پشت پناہی کر رہے ہیں، اُس کی صحیح منظر کشی اقبال نے تقریباً ایک صدی قبل اس طرح کی تھی کہ ''فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے''۔ حقیقت یہ ہے کہ دشمن مسلمانوں کی باہمی چپقلش اور رسہ کشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا بھر میں مسلمانوں کا خون بے دردی سے بہا رہا ہے۔ آج کشمیر اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی نگاہیں بے بسی کے عالم میں اُمتِ مسلمہ کی طرف اُٹھ رہی ہیں، لیکن وہ خود نزع کی حالت میں ہے اور مسلمان حکمران اسلام دشمن قوتوں کی چاکری کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمان علامہ اقبال کے نظریات جو درحقیقت قرآنی تعلیمات پر مبنی ہیں، پر عمل کر کے دنیا میں ناقابل تسخیر قوت بن سکتے ہیں۔ ہماری اُخروی فلاح کا دار و مدار بھی قرآن و سنت پر انفرادی اور اجتماعی سطح پر عمل کرنے میں ہی مضمر ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا!

دعوت الی اللہ اور اظہار دین الحقّ علی الدّین کُلِّہٖ

کے لیے ایک نئی اسلامی جماعت

تنظیم اسلامی

کے تاسیسی اجلاس منعقدہ 27‘28 مارچ 1975ء کی روداد

ماہنامہ میثاق، نومبر 2023ء کے شمارے میں شائع ایک مضمون سے لیے گئے اقتباسات

☆ جس دعوتِ اسلامی اور جہاد فی سبیل اللہ کا علم سید احمد شہید بریلویؒ اور شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ نے انیسویں صدی کے وسط میں بلند کیا تھا اور جس کی خاطر شہیدین نے بالاکوٹ کے ویرانے کو اپنے اور اپنے رفقائے قدسی کے مقدس خون سے لالہ زار کیا تھا۔

☆ جس اعلائے کلمۃ اللہ کی دعوت پر مجتمع ہونے کی پکار 1912ء میں ''الہلال'' اور ''البلاغ'' کے ذریعہ مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے بلند کی تھی۔

☆ جس دعوت کی صدا ایک ربع صدی سے بھی زیادہ عرصہ تک ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مرحوم نے اپنی اسلامی شاعری کے ذریعہ اُمت مرحومہ کو سنائی تھی اور اُمتِ مسلمہ خوابیدہ کو غفلت سے بیدار کرنے کے لیے حُدی خوانی کی تھی اور بانگ درادی تھی۔

☆ جس شہادتِ حق علی الناس اور اقامت دین کی دعوت پر صاحب ''ترجمان القرآن'' مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے 1941ء میں اللہ کے چند مخلص بندوں پر مشتمل ایک قافلہ ترتیب دیا تھا جس نے راہِ حق میں عزیمت کے ساتھ پیش قدمی بھی شروع کی تھی اور جس نے تمام وقتی و ہنگامی اور قومی و سیاسی مسائل سے صرف نظر کر کے وطن پرستی اور قوم پرستی کے پرُفتن دَور میں ٹھیٹھ اسلامی نہج پر دعوت کا آغاز کیا تھا اور جس نے اپنی تاسیس کے ابتدائی آٹھ دس سالوں میں اپنے عمل سے عزیمت و استقامت اور حق و اصول پسندی کی درخشاں نظائر قائم کی تھیں لیکن جو خود چند مغالطوں اور غلط توقعات سے متاثر ہو کر رفتہ رفتہ اپنے موقف سے منحرف ہوتے ہوئے ایک اصولی و انقلابی جماعت کے مقام سے ہٹ کر ایک سیاسی و قومی پارٹی کے مقام تک پہنچ گئی تھی؛ جس پر فروری 1957ء کے ماچھی گوٹھ کے اجتماع میں ارکانِ جماعت کی عظیم ترین اکثریت نے مہر توثیق ثبت کر دی تھی؛ اسی دعوتِ اسلامی؛ دعوت شہادت علی الناس؛ دعوت جہاد فی سبیل اللہ اور دعوتِ اظہار دین حق کی تجدید کے لیے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بحمد اللہ ''تنظیم اسلامی'' کے نام سے ایک اُصولی و انقلابی اسلامی جماعت کی 13‘ 14 ربیع الاوّل 1395ھ بمطابق 27‘28 مارچ 1975ء کو لاہور میں تاسیس و تشکیل ہوگئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَمُرۡسٰىہَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○

1968ء کے اوائل میں اللہ کے ایک بندۂ عاجز ڈاکٹر اسرار احمد نے حلقۂ مطالعہ قرآن اور ایک منتخب قرآنی نصاب کے ذریعے؛ جس کی بنیاد سورۃ العصر ہے؛ دعوت رجوع الی القرآن شروع کی تھی۔ اس دعوت کا ماحصل یہ ہے کہ ہر فردِ بشر کی اُخروی نجات و کامرانی اور دُنیوی فوز و فلاح کا دار و مدار از روئے قرآن حکیم چار ناگزیر شرائط کو پورا کرنے پر ہے:

(1) اللہ پر، رسالت پر، یومِ آخرت پر اور ان ایمانیات ثلاثہ کے تمام مقتضیات و متضمنات پر ایمان لائے؛ جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔

(2) اس ایمان کے تقاضوں کے مطابق انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام اعمال اور معاملات کی اصلاح کرے؛ تا آنکہ زندگی کا ہر شعبہ نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت و شریعت کے تابع ہو جائے۔

(3) دعوتِ حق کا جھنڈا اٹھا کر اظہار و اقامت دین اور شہادت علی الناس؛ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اجتماعی طور پر فرض انجام دینے کی خود بھی ہر امکانی سعی کرے اور دوسروں کو بھی اس کی تاکید و وصیت کرے۔

(4) راہِ حق میں پیش آنے والے مصائب و شدائد اور ابتلاء و آزمائش کو صبر و ثبات اور استقامت و مصابرت سے خود بھی برداشت کرے اور اپنے دینی و اسلامی اخوان کو بھی اسی کی تاکید اور وصیت کرے۔

یہ دعوت رجوع الی القرآن تطہیر افکار و اذہان اور تعمیر سیرت و کردار کا کام انجام دیتے ہوئے تقریباً ساڑھے چار سال کے بعد 1972ء کے وسط میں انفرادی سعی و کوشش کے دائرہ سے نکل کر ایک اجتماعی ادارہ ''مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے تحت منظم ہوئی اور اس کی تاسیس و تشکیل عمل میں آئی۔ انجمن کی تشکیل و تاسیس کی قرارداد میں بھی اس نظریہ کو یوں ملحوظ رکھا گیا ہے:

''اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور غلبۂ دین حق کے دورِ ثانی کا خواب اُمّتِ مسلمہ میں تجدید ایمان کی عمومی تحریک کے بغیر شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا اور اس کے لیے لازم ہے کہ اوّلاً منبع ایمان و یقین یعنی قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کی جائے۔''

گویا انجمن کی تشکیل سمع و طاعت کے ٹھیٹھ اسلامی اصول پر مبنی ایک اسلامی جماعت کے قیام کی تمہید تھی۔ ہر کام کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص وقت معیّن ہوتا ہے؛ کُلُّ امرٍ مرھون باوقاتھا۔ چنانچہ قضائے الٰہی سے وہ مرحلہ بھی آ پہنچا جس میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے دعوت الی اللہ اور دعوتِ اظہار و اقامت دین حق کے لیے اسلامی اُصولوں پر ایک جماعت کی تشکیل کے لیے 21 جولائی 1974ء کی شام کو اکیس روزہ قرآنی تربیت گاہ کے اختتامی اجلاس میں با ایں الفاظ اپنے عزم کا اعلان کر دیا:

''اب بہت غور و فکر اور سوچ بچار کے بعد محض اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق پر توکّل اور بھروسے پر میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ میری زندگی میں یہ کام صرف درس و تدریس تک محدود نہیں رہے گا؛ بلکہ ان شاء اللہ العزیز احیائے اسلام اور غلبۂ دین حق ہی عملاً میری زندگی کا اصل مقصود ہوں گے۔ میری بہتر اور بیشتر مساعی بالفعل دعوتِ دین اور خلق خدا پر دین حق کی جانب سے اتمام حجت میں صرف ہوں گی۔ گویا ''اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○'' اور اسی کی دعوت میں اپنے تمام عزیزوں؛ دوستوں اور جاننے والوں حتیٰ کہ بزرگوں تک کو دوں گا۔ پھر جو لوگ اس راستے پر ساتھ چلنے

کے لیے تیار ہو جائیں انہیں ایک نظم میں منسلک کر کے ایک ہیئت اجتماعیہ تشکیل دوں گا جو ان مقاصدِ عالیہ کے لیے منظم جدوجہد کر سکے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اس اعلان اور اظہارِ عزم کے بعد ابتدائی چند مہینے زیر تجویز اسلامی جماعت کے خدوخال اور اس کے اصولی نظریات و تصوّرات کی تبیین و تشریح میں صرف ہوئے۔ اس دوران لاہور اور کراچی میں قریبی رفقاء سے مجوزہ ''تنظیم اسلامی'' کے اساسی دستور اور اس کی ہیئت ترکیبی کے بارے میں تبادلہ خیال اور مشورے بھی ہوتے رہے۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ مارچ 1975ء کے آخری ہفتہ میں لاہور میں مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام دوسری قرآن کانفرنس کے اختتام سے متصلاً بعد ''تنظیم اسلامی'' کی تاسیس کے لیے بھی اجتماع منعقد کر لیا جائے گا۔

قرآن کانفرنس کے آخری اجلاس میں ڈاکٹر صاحب نے اعلان کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی اور ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) کے فرمانِ نبویؐ' نیز ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آلِ عمران:110) کے ارشادِ ربانی کی تعمیل میں خالص اسلامی اُصولوں پر ''تنظیم اسلامی'' کی تاسیس و تشکیل کے لیے مرکزی انجمن کے دفتر میں 27 اور 28 مارچ کو اجتماعات منعقد ہوں گے۔ جن لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے تعاون اور عمل کا داعیہ پیدا کیا ہو' جو ہماری بنیادی تحریروں کا مطالعہ کر چکے ہوں' اور اُن سے بڑی حد تک مطمئن و متفق ہوں تو ایسے حضرات کل عصر کی نماز کے فوراً بعد مرکزی انجمن کے دفتر میں تشریف لے آئیں تا کہ دعوت الی اللہ' اعلائے کلمۃ اللہ' دعوت جہاد فی سبیل اللہ اور تواصی بالحق و تواصی بالصبر کے دینی فرائض کی انجام دہی کے لیے عزمِ نو کے ساتھ ایک قافلہ ترتیب دے کر راہِ حق میں گامزن ہونے کا فیصلہ ہو سکے۔

28 مارچ 1975ء کو پہلے تاسیسی اجتماع میں 103 حضرات شریک ہوئے جن میں لاہور' کراچی' سکھر' بہاولپور' ساہیوال' لائل پور' شیخوپورہ' گوجرانوالہ' واہ کے اصحاب شامل تھے۔

نمازِ مغرب کے بعد ڈاکٹر صاحب سمیت کل 61 حضرات نے تاسیسی اجلاس کی آخری نشست میں شرکت کی۔ ایک صاحب نمازِ مغرب سے قبل عہد رفاقت قبول کر کے سکھر روانگی کے لیے تشریف لے جا چکے تھے۔ گویا ''تنظیم اسلامی'' کا قافلہ اس موقع پر 62 رفقاء کی شمولیت سے ترتیب پایا! اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ! تمام شرکاء کے چہروں پر پُروقار سنجیدگی اور عزمِ مصمم کی کیفیت طاری تھی۔ ان میں تاجر بھی تھے' ملازمت پیشہ بھی' پروفیسرز بھی' طلبہ بھی' ڈاکٹرز بھی' انجینئرز بھی اور عام پڑھے لکھے افراد بھی۔ غرضیکہ ہر شعبہ زندگی کے لوگ شامل تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے چہرے پر فرض کی ذمہ داری کے احساس کے ساتھ متانت اور مسرت کے ملے جلے جذبات ہویدا تھے۔ آواز میں خفیف سا ارتعاش تھا۔ ظاہری کیفیت سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کے دل میں جذبات کا سمندر کروٹیں لے رہا ہے' لیکن ان کے اسلوبِ بیان میں ٹھہراؤ تھا۔ وہ انتہائی دھیمے مگر پُرتاثیر لہجے میں رفقاء سے یوں مخاطب ہوئے:

پہلے تاسیسی اجلاس میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چہرے پر فرض کی ذمہ داری کے احساس کے ساتھ متانت اور مسرت کے ملے جلے جذبات ہویدا تھے

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ﴾ (الاعراف:40)

رفیقو! سارا شکر' ساری تعریف' سارا سپاس اس اللہ ہی کو سزاوار ہے کہ جس نے راہِ حق کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی اور ہم ہرگز راہ یاب نہ ہوتے اگر وہ ہی اپنے کرم سے ہماری دست گیری نہ فرماتا۔ مجھے ہرگز توقع نہ تھی کہ مجھ جیسی شخصیت کی خشک دعوت' اور جھڑکنے اور جھٹکنے والے انداز کے باوجود اللہ کے اتنے مخلص بندے ''تنظیم اسلامی'' کی رفاقت کے لیے جمع ہو جائیں گے۔ اس دعوت الی اللہ سے واقف ہونے سے قبل ہم میں سے اکثر کی دوسروں سے شناسائی نہیں تھی۔ ہم ایک دوسرے سے واقف بھی نہیں تھے۔ ہماری دوستیاں اور قرابت داریاں بھی نہیں تھیں۔ ہم جمع ہوئے ہیں تو دعوت الی اللہ پر' کوئی دُنیوی غرض ہمارے پیش نظر نہیں۔ کسی قسم کی سیاست بازی ہمیں مطلوب نہیں۔ دینی' سیاسی' اور سماجی جماعتوں کی طرح ہماری اس تنظیم میں نہ عہدے ہیں نہ ووٹ ہیں۔ نہ مجلس شوریٰ کی رکنیت کے مواقع ہیں نہ مجلس انتظامیہ کے۔ نہ شہرت کے حصول کا کوئی موقع ہے نہ وجاہت کا۔ ہم خالصتاً للہ اور فی اللہ جمع ہوئے ہیں۔ اللہ ہی کے لیے ہمارا جڑنا ہے اور جس سے بھی ہم آئندہ جڑیں گے' اللہ ہی کے لیے جڑیں گے۔ جس سے ہم اس وقت کٹ رہے ہیں' اللہ ہی کے لیے کٹ رہے ہیں اور آئندہ جس سے کٹیں گے' اللہ ہی کے لیے کٹیں گے۔ جو کچھ ہم نے تنظیم کو مالی اعانت ادا کرنے کا ارادہ کیا ہے' وہ اللہ کے لیے کیا ہے اور جو کچھ کسی کو دیں گے' اللہ ہی کے لیے دیں گے۔ ہمارا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے' اس کے سوا کچھ نہیں! میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اُسے گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اس دعوت اور تنظیم قائم کرنے میں فرض کی ادائیگی کی ذمہ داری اور رضائے الٰہی کے حصول کے سوا اور کوئی غرض میرے پیش نظر نہیں ہے۔ چنانچہ پورے احساسِ ذمہ داری اور احساسِ مسئولیت کے ساتھ آپ سب کو گواہ بنا کر سب سے پہلے میں ''تنظیم اسلامی'' کا عہدِ رفاقت اُٹھاتا ہوں۔''

اس وقت پورے اجتماع پر ایک گھمبیر خاموشی طاری تھی۔ تمام رفقاء کے چہرے تمتما رہے تھے اور آنکھوں میں آنسو مچل رہے تھے جن کو وہ ضبط کیے بیٹھے رہے۔ تعارف کی تکمیل کے بعد داعی عمومی نے ''عہد نامہ رفاقت تنظیم اسلامی'' کی ایک ایک شق کو پڑھنا شروع کیا اور تمام رفقاء اس کو دہراتے رہے۔ اس موقع پر اکثر رفقاء کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر تھیں' اکثر کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں اور یہ اللہ کے بندے رضائے الٰہی کے لیے دعوت تجدید ایمان' توبہ اور تجدید عہد کے قافلہ کے رفیق بن رہے تھے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اس کے بعد نہایت الحاح و زاری اور خشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہِ ربّ العزت میں اجتماعی دعا کی گئی۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا ہوئی اور اس طرح ''تنظیم اسلامی'' کے تاسیسی اجلاس کی کارروائی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اختتام پذیر ہوئی۔

وآخِرُ دَعْوانَا اَنِ الْحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِين!

(مرتب: شیخ جمیل الرحمٰن)

اعلان

قارئین نوٹ فرما لیں کہ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں مصروفیت کے باعث ندائے خلافت کے آئندہ شمارہ کا ناغہ ہوگا۔ (ادارہ)

تحریکی کارکنوں کے لیے عہد کی ذمہ داریاں

امام حسن البنا شہید

اے راست باز بھائیو!

اس بیعت کو قبول کر لینے سے مندرجہ ذیل باتوں کی ادائیگی آپ لوگوں پر واجب ہو جاتی ہے تاکہ آپ لوگ اس عمارت میں ایک مضبوط اینٹ بن سکیں۔

1۔ ہر روز قرآن پاک کی تلاوت کیجیے، جو ایک پارے سے کم نہ ہو اور کوشش کیجیے کہ پورا قرآن پڑھنے میں ایک ماہ سے زیادہ وقت نہ لگے اور نہ ہی تین دن سے کم عرصے میں سارا قرآن پڑھ ڈالیے۔

2۔ تلاوت اچھی طرح کیجیے۔ دوسروں کو پڑھتے ہوئے سنیے اور اس کے مطالب پر غور کیجیے۔ جس قدر وقت اجازت دے، سیرت پاک اور اسلاف کی تاریخ کا مطالعہ کیجیے، اس سلسلہ میں ''حماۃ الاسلام''، کتاب کسی حد تک کفایت کرسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بکثرت پڑھیے اور ان میں سے کم از کم چالیس حدیثیں یاد کر لیجیے ـــ اس کے علاوہ اصولی عقائد اور فقہی اختلافات کے بارے میں بھی ایک ایک کتاب مطالعہ کرنی چاہیے۔

3۔ عمومی اصلاح کی کوشش کیجیے۔ آپ کے اپنے اندر جو بیماریاں ہیں، اُن کا علاج کیجیے۔ اپنی قوت اور جسمانی حفاظت کا اہتمام کیجیے اور صحت کی کمزوری کو طول نہ پکڑنے دیجیے۔

4۔ کافی، چائے اور اس قسم کے دوسرے مشروبات پر فضول خرچی کرنے سے بچیے، البتہ ضرورت کے وقت استعمال کیے جاسکتے ہیں مگر سگریٹ نوشی سے توکوسوں دور رہیے۔

5۔ ہر چیز میں صفائی کا اہتمام کیجیے، یہاں تک کہ مشین، لباس، کھانے، بدن اور کام کی جگہ میں بھی، کیونکہ دین کی بنیاد ہی صفائی پر رکھی گئی ہے۔

6۔ سچ بات کہیے اور کبھی جھوٹ نہ بولیے۔

7۔ وعدے کو پورا کیجیے اور ممکن حد تک اپنی بات اور وعدہ کی خلاف ورزی سے بچیے۔

8۔ بہادر بنیے اور عظیم قوتِ برداشت پیدا کیجیے۔ حق کا اعلان کرنا، راز کو راز رہنے دینا، غلطی کو مان جانا، اپنے آپ کے متعلق بھی انصاف کرنا اور غصے کے وقت آپے میں رہنا بہادری کے بڑے بڑے اجزاء ہیں۔

9۔ باوقار رہیے، عزت کا پاس کیجیے مگر وقار آپ کو صالح مذاق اور مسکراہٹ سے نہ روکے۔

10۔ انتہائی باحیا بنیے۔ گہرا شعور رکھیے، حسن وقبح سے پورا پورا اثر لیجیے، پہلی قسم کی باتوں پر خوشی اور دوسری قسم کی باتوں پر ناخوشی کا احساس کیجیے۔ ذلت، رسوائی اور خوشامد کے بغیر عاجزی کا رویہ اختیار کیجیے۔ اپنی حیثیت سے کم شے کی طلب کیجیے تاکہ آپ اسے پاسکیں۔

11۔ عادل بنیے اور ہر حال میں صحیح فیصلہ کیجیے۔ نہ تو غصہ آپ کو کسی کی نیکیاں بھلا دے اور نہ ہی رضامندی کسی کی غلطیوں کی طرف سے آپ کی آنکھ کو بند کر دے۔ جھگڑا آپ کو کسی کے احسانات بھلا دینے پر آمادہ نہ کرے۔ حق بات کہیے، اگرچہ تکلیف دہ ہو اور خود آپ کے یا آپ کے کسی قریبی رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ پڑے۔

12۔ خوش خلق بنیے۔ دل میں خدمت عامہ کی لگن رکھیے، جب بھی کسی کی خدمت کا موقع ملے، اسے اپنی خوش بختی سمجھیے اور خدمت سرانجام دیتے ہوئے خوشی محسوس کیجیے۔ بیماروں کی بیمار پرسی، محتاجوں کی مدد، بدحالوں کی دلجوئی کیجیے خواہ ایک خوش کن بات کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔ کمزوروں کے بوجھ اٹھایئے۔

13۔ رحمدلی، شرافت اور سخاوت کے اوصاف اپنایئے۔ انسانوں اور حیوانوں سب کے ساتھ نرمی، بردباری اور درگزر کا برتاؤ کیجیے۔ تمام لوگوں کے ساتھ خوش معاملگی کیجیے اور حسن سلوک سے پیش آیئے۔ اسلام کے اجتماعی آداب کو ملحوظ رکھیے۔ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت کیجیے۔ مجالس کو کشادہ رکھیے، چغل خوری اور غیبت سے بچیے۔ بے جا شور وغوغا سے پرہیز کیجیے، اور کسی کے ہاں جانے سے پہلے اجازت حاصل کیجیے۔

14۔ پڑھنے لکھنے میں مہارت پیدا کیجیے۔ اخوان کے رسائل، اخبارات اور دوسرے لٹریچر کا مطالعہ کیجیے۔ آپ کا اپنا ایک کتب خانہ ہونا چاہیے، خواہ چھوٹا سا ہی ہو۔ اگر آپ کسی فن کے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں، تو اس فن میں کمال حاصل کیجیے۔ عالم اسلام کے مسائل پر نگاہ رکھیے اور جہاں تک ممکن ہو ایسے نتائج پر پہنچنے کی کوشش کیجیے، جو اہل فکر کے نتائج سے مطابقت رکھتے ہوں۔

15۔ حکومت میں کسی عہدے کی کبھی خواہش نہ کیجیے اور اُسے رزق کا تنگ ترین دروازہ سمجھیے، لیکن اگر مل جائے تو اُسے رد بھی نہ کیجیے، اِلّا یہ کہ وہ تحریکی ذمہ داریوں سے ٹکرانے لگے۔

16۔ آپ کتنے ہی غنی ہوں، کفایت شعاری سے کام لیں۔ آزاد کام کی طرف بڑھیں، خواہ کتنا ہی ادنیٰ ہو اور آپ خواہ کتنے ہی علمی کمالات رکھتے ہوں اس کام کے لیے تیار رہیے۔

17۔ اپنے کام کو عمدہ، پختہ، بے کھوٹ اور وعدہ کے مطابق تیار کرنے کے خواہشمند رہیے۔

18۔ اپنے حقوق اچھے طریقے سے طلب کیجیے اور لوگوں کے حقوق میں کوئی کمی کیے بغیر پورے پورے اور بروقت ادا کیجیے۔

19۔ اپنے تمام معاملات میں سود سے دور رہیے اور پوری طرح بچیے۔

20۔ جوئے کی کسی بھی قسم کے قریب نہ جایئے، اس کے پیچھے خواہ کوئی بھی مقصد ہو۔ کمائی کے دیگر حرام ذرائع سے بھی اجتناب کیجیے، اس میں خواہ کتنا ہی فائدہ ہو۔

21۔ مسلم ممالک کی مصنوعات واقتصادیات کی حوصلہ افزائی کر کے اسلامی ثروت کی خدمت کیجیے۔ ایک ایک روپیہ کے خرچ کرنے میں بھی احتیاط کو ملحوظ رکھیے، بے شک حالات کیسے بھی کیوں نہ ہوں تاکہ وہ کسی غیر اسلامی قوت کے ہاتھ میں نہ جانے پائے۔ اپنے اسلامی وطن کی مصنوعات کے سوا کسی بھی دوسرے ملک کی مصنوعات میں سے کھانے اور پہننے کی کوئی چیز استعمال نہ کیجیے۔

22۔ تحریک میں مالی طور پر بھی حصہ لیجیے، زکوٰۃ ادا کیجیے اور تمام ضروریات کے باوجود اپنے مال سے سائل ومحروم کا حصہ نکالیے۔

23۔ اپنا توشہ جمع کرتے رہیے، خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو اور سب کچھ سمیٹنے کے چکر میں نہ پڑیے۔

24۔ اسلامی طور اطوار کو زندہ کرنے اور غیر اسلامی رسومات کو ختم کرنے کے لیے اپنی اپنی طاقت کے مطابق کام کیجیے اور اس خدمت کو زندگی کے ہر شعبہ میں سرانجام دیجیے۔ مثلاً سلام، زبان، تاریخ، لباس، مال، کام، آرام، کھانا پینا، آنا، واپس جانا، غم اور خوشی سب میں سنت مطہرہ کی پیروی کیجیے۔

25۔ اُن تمام داخلی وملکی اداروں، غیر اسلامی مسائل، مجالس، اخبارات، جماعتوں، تعلیم گاہوں اور اُن تمام چیزوں کا بائیکاٹ کیجیے جو آپ کی اسلامی فکر کے مطابق نہ ہوں۔

26۔ اللہ کی الوہیت ہر وقت آپ کے ذہن پر چھائی رہنی چاہیے۔ آخرت کو یاد رکھیے اور اُس کے لیے تیاری کیجیے۔ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر سلوک کے مراحل ہمت واستقلال سے طے کیجیے۔ نفلی عبادات کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کیجیے، رات کے وقت نفل پڑھیے۔ ہر مہینے کم از کم تین دن کے روزے رکھیے۔ دل اور زبان سے اللہ کا ذکر کرتے رہیے اور منقولہ دعائیں ہروقت نوک زبان رکھیے۔

27۔ طہارت اچھی طرح کیجیے اور اکثر اوقات باوضو رہیے۔

28۔ نماز بہت اچھی طرح اور ہمیشہ بروقت ادا کیجیے۔ مسجد میں اور باجماعت نماز پڑھنے کی ہر ممکن کوشش کیجیے۔

29۔ رمضان کے روزے رکھیے اور اگر اسباب مہیا ہوں تو بیت اللہ کا حج بھی کیجیے، اب استطاعت ہو تو اسی وقت اس فریضہ کو ادا کیجیے۔

30۔ ہمیشہ جہاد کی نیت اور شہادت سے محبت رکھیے اور اس غرض سے جتنی ہو سکے تیاری کیجیے۔

31۔ توبہ، استغفار کرتے رہیے۔ بڑے بڑے گناہ تو ایک طرف چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے بھی بچیے۔ سونے سے پہلے کچھ وقت ایسا رکھیے جس میں آپ اپنے نفس کا محاسبہ کر سکیں کہ آپ نے کون کون سی برائیاں اور کون کون سی نیکیاں کی ہیں۔ وقت کی حفاظت کیجیے، کیونکہ اصل زندگی تو یہی ہے۔ ایک لمحہ بھی بے کار نہ گزاریے اور مشتبہ چیزوں سے بچتے رہیے، تاکہ آپ حرام کے مرتکب نہ ہونے پائیں۔

32۔ اپنے نفس کے ساتھ اتنا مجاہدہ کیجیے کہ اسے مطیع کرنا آسان ہو جائے۔ نگاہوں کو جھکا کر رکھیے، توجہ پر کنٹرول کیجیے۔ نفسانی خواہشات کا مقابلہ کیجیے، انہیں ہمیشہ حلال و پاکیزہ کی طرف رغبت دلایئے اور اُن کے اور حرام کاموں کے درمیان حائل ہو جایئے۔

33۔ شراب، ہر نشہ آور بے خود کر دینے والی چیز اور اس قسم کے دوسرے تمام مشروبات سے مکمل پرہیز کیجیے اور ان سے پوری طرح بچیے۔

34۔ برے ساتھیوں، غیر صالح دوستوں، نافرمانی اور گناہ کے مقامات سے دور رہیے۔

35۔ فواحش کے قریب جانے کے بجائے ان کا مقابلہ کیجیے اور عیش و عشرت اور سہل پسندی ہرگز اختیار نہ کیجیے۔

36۔ اپنی جماعت کے تمام افراد سے فرداً فرداً تعارف حاصل کیجیے۔ اسی طرح انہیں اپنا تعارف کرایئے اور محبت، بھروسا، مدد اور ایثار میں اخوت کا حق ادا کیجیے۔ اجتماعات میں شرکت کیجیے اور کسی زبردست عذر کے بغیر اُن سے غیر حاضر نہ رہیے، معاملات میں دوسرے بھائیوں کو ہمیشہ اپنے آپ پر ترجیح دیجیے۔

37۔ ہر ایسی تنظیم اور جماعت سے اپنا تعلق ختم کر لیجیے جس کے ساتھ رہنا آپ کی فکر کے لیے صحت مند نہ ہو۔ خاص طور پر اُس وقت جب کہ آپ کو اس بات کا حکم دے دیا جائے۔

38۔ اپنی دعوت کو پھیلانے کے لیے ہر جگہ کام کیجیے، اور قیادت کو اپنی سرگرمیوں سے باخبر رکھیے۔ قیادت کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا کام نہ کیجیے جو اُس پر اثر انداز ہو اور اس کے ساتھ اپنا روحانی اور عملی تعلق ہمیشہ قائم رکھیے، اپنے آپ کو محاذ پر کھڑا ایک سپاہی تصور کیجیے اور حکم کے منتظر رہیے۔

ایمان پکارتا ہے

قاضی عبدالقادر (مرحوم)

چاروں طرف سناٹا ہے
اک پُرہول اندھیرا ہے
طاغوت نے ڈیرہ ڈالا ہے
باطل کا بول بالا ہے
رات کی چمگادڑیں — ایمان کی کرنیں روکے ہیں
تارِ عنکبوت نے — یوں دن میں جالا تانا ہے
کہ ''ایمان'' کو محبوس کریں
''عقیدے'' کو پامال کریں
''ضمیر'' کو بیچیں منڈی میں
دم خم اُن میں بس اتنا ہے کہ
اپنے میکدوں میں بیٹھ کر — جام پہ جام اُنڈیل کر
باطل کا پرچم لہرائیں — اپنے لالہ زاروں میں
چاروں طرف سناٹا ہے — بوم ہے رقصاں ہر جانب
کیا پُرہول اندھیرا ہے — ! — اندھیرا ہے اندھیرا ہے!

وقت آ گیا ہے — اب — اے ساتھی!
آ جا کہ سدِراہ بن جائیں — بنیان مرصوص بن جائیں
آؤ کہ رستہ روکیں ہم
وقت کے طاغوت کا'
باطل پرست تہذیب کا'
کر دیں سب کو سرنگوں' حق کا جھنڈا لہرائیں
ساتھیو! — اٹھو — اٹھو!
اٹھو — قطار اندر قطار — کر دو باطل پر یلغار
اٹھو — ملت کے پاسبانو — اٹھو!
میرے سجیلے نوجوانو — اٹھو!
سربکف تم جوانو — اٹھو!

کہ ہو تم فردا کے — معمار!
ہر دم نیکی کے — پرچار!
تم ہو ایماں کی — پکار!
حق کے ہو — علم بردار!
ازل تا ابد — باطل سے ہر وقت پیکار!
تم سے خائف ہیں اغیار — !
بدی کو مارو — دودھتکار!
کہ ہو تم خالد کی — تلوار!
تم ہو طارق کی — جھنکار!
تم ہو ٹیپو کی — للکار!
موجیں ہوں — یا کہ — منجدھار!
ڈوبیں گے یاں سب بدکردار!
تمہاری کشتی آر کہ پار!
آئے گی — پھر جائے گی — !
پھر علم لہرائے گی — !
حق و شریعت کی — سرکار!
شریعت کی سرکار — جوانو — شریعت کی سرکار!
نیکی پرچم کھولے گی — ہر شخص بدلہ پائے گا — اپنے عمل کا'
اپنی جہد کا
گلشن میں پھر پھول کھلیں گے — ہر طرف غنچہ و گل ہوں گے
چمن میں آ جائے گی بہار — جوانو — چھا جائے گی بہار!
تو اُٹھو — ملّت کے پاسبانو — اُٹھو!
سجیلے میرے نوجوانو — اُٹھو!
سربکف ہو کے جوانو — اُٹھو!
ہاں سن لو — ایماں کی پکار — جوانو — ایماں کی پکار!!

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے بزرگ ملتزم رفیق، رفیق احمد میمن وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے مبتدی رفیق راؤ محفوظ علی خان وفات پا گئے۔

برائے تعزیت (بیٹا): 0333-0696627

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمَا وَارْحَمْھُمَا وَاَدْخِلْھُمَا فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

خصوصی رپورٹ

تو بھی اے اہلِ پاکستان اپنی خودی پہچان

مرکزی ناظم نشر واشاعت محترم خورشید انجم کا جی سی یو میں خطاب

رپورٹ: خالد نجیب خان

جی سی یو لاہور، ایکس سروس مین سوسائٹی اور لاہور کے کئی اداروں کے باہمی اشتراک سے گزشتہ دنوں ''فلسطین اور کشمیر'' کے موضوع پر ایک سیمینار جی سی یو کے بخاری آڈیٹوریم میں منعقد کیا گیا۔ امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ کو اس سیمینار سے خصوصی خطاب کی دعوت دی گئی تھی۔ اپنی دیگر انتہائی اہم مصروفیات کے باعث وہ بذات خود سیمینار میں شریک نہ ہو سکے۔ مرکزی ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی محترم خورشید انجم نے ان کی نمائندگی کرتے ہوئے سیمینار سے خطاب کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ کشمیر اور فلسطین کا مسئلہ کوئی ایک دو سال پرانا نہیں بلکہ یہ پون صدی کا قصہ ہے۔ بین الاقوامی سیاست کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مسئلے یونہی الل ٹپ نہیں بن گئے بلکہ یہ خاص طور پر بنائے گئے ہیں۔ اس وقت کشمیری اور فلسطینی تو دشمن کے خلاف لڑ کر اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں مگر دُکھ کی بات یہ ہے کہ باقی اُمّت مسلمہ کہاں ہے؟ مسلم اُمّہ خصوصاً پاکستان پر اس حوالے سے بڑی اہم ذِمّہ داری ہے۔ اسرائیل کے بننے سے چند ماہ پہلے ہی پاکستان اس انداز میں معرض وجود میں آ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی مرض پیدا کرتا ہے تو اُس کا علاج پہلے پیدا کر دیتا ہے۔ نیوکلیئر توانائی کے ہوتے ہوئے پاکستان کو کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مگر ہمارے حکمران بھی ویسے ہی خوف زدہ ہیں جیسے دیگر اسلامی ممالک کے سربراہ خوفزدہ ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ تمام مسلم ملک مل کر نیٹو کے طرز کا ایک عسکری اتحاد بنائیں تو اسرائیل کی تمام تر بدمعاشی ختم ہو جائے گی۔ اس وقت ساری دنیا عدل اجتماعی کی تلاش میں سرگرداں ہے جو اسلام کے سوا کسی کے پاس ہے ہی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس کوہ نور سے بڑھ کر ہیرا موجود ہے مگر جستجو ہم کانچ کی کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنا لائحہ عمل بدلنا ہوگا۔ علامہ اقبال نے فرمایا تھا ؎

رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان!

تو بھی اے فرزندِ کہستان! اپنی خودی پہچان!

اقبال سے معذرت کے ساتھ میں کہوں گا کہ

تو بھی اے اہلِ پاکستان ! اپنی خودی پہچان

اس سے قبل جناب ڈاکٹر ظہور الٰہی چیمہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ وہ اس روسٹرم اور سٹیج پر 1988ء سے خطاب کر رہے ہیں۔ 1988ء میں ہم صرف کشمیر کے حوالے سے بات کرتے تھے مگر اب کشمیر کے ساتھ ساتھ فلسطین کا اضافہ ہو گیا ہے۔ صاحبان اقتدار کو چاہیے کہ وہ جوش کی بجائے ہوش سے کام لیں۔ ہمارا دشمن کشمیر میں ہو یا فلسطین میں کسی کو بھی اُس سے رحم یا رعایت کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

اپنے خطاب میں جناب لیفٹیننٹ جنرل غلام مصطفیٰ نے کہا کہ ہم جب بھی کشمیر یا فلسطین کی بات کرتے ہیں تو ہماری حیثیت اُس فقیر کی سی ہوتی ہے جو کسی چوراہے پر بھیک مانگ رہا ہوتا ہے۔ اس طرح سے نہ تو کشمیر آزاد ہوگا اور نہ ہی فلسطین واپس ملے گا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمیں اس بری صورتحال سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے راستہ متعین ہی نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کشمیری آزاد ہیں، فلسطینی بھی آزاد ہیں کیونکہ وہ اپنی مرضی سے کام کر رہے ہیں۔ وہ شہید ہو رہے ہیں یا دشمن کو مار رہے ہیں۔ جبکہ ہم غلام ہیں کہ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتے، ہمارے فیصلے کوئی اور کر رہا ہے مگر اُس پر کوئی مزاحمت بھی نہیں کر رہا یا پھر بھی ہم راضی ہیں۔ اور غلامی کیا ہوتی ہے؟

جامعہ اشرفیہ کے جناب مفتی محمد زکریا نے کہا کہ اُمہ کی موجودہ صورتِ حال کے حوالے سے قصوروار ہم خود ہیں کیونکہ قرآن وسنت نے ہمیں جو حل بتایا ہے ہم اُس کی طرف جا ہی نہیں رہے بلکہ یو این او کی منتیں ترلے کر رہے ہیں۔

تقریب سے ایکس سروس مین سوسائٹی کے صدر جناب (ر) لیفٹیننٹ عبدالقیوم، جناب (ر) جنرل غلام مصطفیٰ، جناب (ر) بریگیڈیئر جاوید احمد سمیت کئی یونیورسٹیز کے وائس چانسلرز، اسلامی سکالرز اور طلبہ نے بھی خطاب کیا اور چند طلبہ نے ملی نغمے بھی پیش کیے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(31 اکتوبر تا 3 نومبر 2024ء)

جمعرات 31 اکتوبر: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ شعبہ جات تربیت، مالیات اور نشر و اشاعت کے اجلاسوں کی صدارت کی۔ نوجوان یوٹیوبر احمد فوزان کے ساتھ ''اقامت دین'' کے موضوع پر pod cast ریکارڈ کرایا۔

جمعۃ المبارک 01 نومبر: شعبہ سمع و بصر اور سوشل میڈیا کے اجلاس کی صدارت کی۔ خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ فیصل آباد کے بزرگ رفیق ملک احسان صاحب سے دفتر مرکزی شعبہ نشر واشاعت، قرآن اکیڈمی لاہور میں ملاقات کی۔ شام کو کراچی واپسی ہوئی۔

ہفتہ 02 نومبر: بعد نماز عصر مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی میں اپنی بڑی صاحبزادی کا نکاح پڑھایا۔

اتوار 03 نومبر: صبح انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے سالانہ اجلاس کی صدارت کی۔ بعد ازاں انجمن خدام القرآن سندھ اور تنظیم اسلامی، کراچی کے اشتراک سے ''قرآن کریم: کتاب ہدایت و انقلاب'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا۔ دیگر تنظیمی امور انجام دیے۔ متفقہ قرآنی نصاب کے حوالے سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ممتاز آباد کے نقیب راشد عزیز کی والدہ محترمہ کے بازو میں فریکچر ہو گیا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0300-2006687

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے نقیب حافظ محمد اسد انصاری کی والدہ کو فالج کا حملہ ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0304-7318080

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- لبنان کی مزاحمتی تنظیم حزب اللہ نے قابض اسرائیل کے خلاف بڑے پیمانے پر نئی کارروائیاں کی ہیں جس میں ڈرون اور راکٹ حملے شامل ہیں۔ شمالی مقبوضہ فلسطین کی فضاؤں میں لبنانی ڈرونز کی موجودگی نے سکیورٹی اداروں کو ایک نئے چیلنج سے دوچار کر دیا۔ حساس علاقوں جیسے وادی عارہ، ایلیا کیم، اور بنیامینا میں خطرے کی گھنٹیاں بجتی رہیں اور کئی جگہوں پر ان ڈرونز کا تعاقب ہوتا رہا۔
- جبالیا کے مغرب میں الصفطاوی چوراہے کے قریب مجاہدین نے ایک صہیونی فوجی گاڑی کو الیاسین 105 میزائل سے نشانہ بنایا۔
- کتائب القسام نے جبالیہ کے مغربی علاقے میں قابض صہیونی افواج کے ساتھ ہونے والی جھڑپوں کے مناظر نشر کیے ہیں۔ ان مناظر میں مجاہدین کی بے مثال جرأت اور مزاحمت کے ایمان افروز مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں، جس میں وہ ایک پیچیدہ حملے کے دوران دشمن کو گھیرے میں لیتے ہیں۔ یہ واقعہ شمالی غزہ کے جبالیہ کیمپ کے مغربی حصے میں پیش آیا۔
- 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک اسرائیلی فوج کے 5282 اہلکار زخمی ہو چکے ہیں جن میں سے کئی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جہنم واصل ہو گئے۔
- اسلام آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں صحافی برادری نے قومی صحافی کانفرنس برائے اظہارِ یکجہتی فلسطین و لبنان کا اہتمام کیا، جس میں سینئر صحافیوں، کالم نگاروں، تجزیہ کاروں اور اینکرز نے اظہارِ خیال کیا۔ کانفرنس سے حامد میر، سجاد اظہر، افتخار شیرازی، شکیل قرار، علی رضا علوی، ڈاکٹر سجاد بخاری، پروفیسر شوذب عسکری، سکھ اینکر پرسن ہرمیت سنگھ اور دیگر نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنی گفتگو میں کہا کہ پاکستان کے الیکٹرانک، پرنٹ اور ڈیجیٹل میڈیا سے وابستہ صحافی فلسطین اور لبنان میں جاری اسرائیلی جارحیت کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ اقوام متحدہ، او آئی سی، عرب لیگ اور یورپی یونین سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فوری طور پر غزہ اور لبنان میں اسرائیلی درندگی کو بند کروایا جائے۔ اقوام عالم غزہ سے اسرائیلی فوج کے مکمل انخلاء کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ کانفرنس کے اختتام میں شہدائے غزہ و لبنان کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔
- غزہ کا ایک معصوم بچہ روزانہ اپنی ماں کی قبر پر جاتا ہے، اس پر لیٹ کر کہتا ہے: ماں، میں تمہارے ساتھ سونا چاہتا ہوں۔ یہ منظر صہیونیوں کی انسانیت سوز درندگی کا ایک مظہر ہے۔
- غزہ میں جاری ظلم وستم کی شدت ایسی ہے کہ نہ ہسپتال میسر ہیں، نہ ایمبولینس، اور نہ ہی گاڑیوں کے لیے ایندھن۔ قبرستان بھر چکے ہیں، اور شہداء کو دفنانے کے لیے قریبی زمینوں میں اجتماعی قبریں بنائی جا رہی ہیں، کفن کی جگہ پلاسٹک کے تھیلے استعمال ہو رہے ہیں اور ہاتھوں سے کھدائی کر کے شہداء کو سپردِ خاک کیا جا رہا ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- انڈونیشیا

آتش فشاں پھٹنے سے 10 افراد جاں بحق: مشرقی انڈونیشیا میں فلورز کے مشہور سیاحتی جزیرے پر واقع 1703 میٹر بلند جڑواں آتش فشاں ماؤنٹ لیوتوبی لاکی کے پھٹنے سے اردگرد کے دیہات آگ کے گولوں اور راکھ کی زد میں آ گئے جس سے 10 افراد جاں بحق ہو گئے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق آتش فشانی سے 10295 افراد متاثر ہوئے ہیں۔ گھروں میں آگ لگ گئی اور پگھلی ہوئی چٹانیں گرنے کی وجہ سے زمین میں سوراخ ہو گئے۔

- ملائیشیا

سابق وزیراعظم مہاتیر محمد ہسپتال سے ڈسچارج: مہاتیر محمد کے آفس سے جاری کردہ بیان کے مطابق اُنہیں تقریباً 2 ہفتے ہسپتال میں ڈاکٹرز کی نگرانی میں رکھنے کے بعد ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔ 99 سالہ سابق وزیراعظم مہاتیر محمد جو سانس کی نالی میں انفیکشن کے باعث ہسپتال میں داخل تھے، صحت بحال ہونے پر ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر چلے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ مہاتیر محمد نے ملائیشیا پر دو دہائیوں سے زائد عرصے تک حکومت کی ہے۔

- امریکہ

مسلمانوں نے کثیر تعداد میں ٹرمپ کو ووٹ دیا: تجزیہ نگاروں کے مطابق حالیہ امریکی صدارتی الیکشن میں ڈونلڈ ٹرمپ کی کامیابی کی ایک وجہ مسلمان ووٹروں کا کثیر تعداد میں ریپبلکن امیدواروں کو ووٹ دینا ہے۔

نیویارک میں فلسطینیوں کے حق میں مظاہرہ: فلسطینیوں کے حامی امریکیوں نے یونین سکوائر نیویارک میں مظاہرہ اور نیویارک لائبریری کی جانب مارچ کیا۔ شرکاء نے مطالبہ کیا کہ امریکہ اسرائیل کی امداد بند کرے اور ہتھیاروں کی فراہمی روکے۔

- بنگلہ دیش

توانائی منصوبوں کے لیے ٹیکس چھوٹ کا اعلان: نگران حکومت نے ملک کے توانائی کے مسائل سے نمٹنے کے لیے فیصلہ کیا ہے کہ قابل تجدید توانائی کے منصوبوں پر 10 سال کے لیے ٹیکس لاگو نہیں ہوں گے۔ نگران حکومت کے اس اہم اعلان کے بعد بنگلہ دیش میں بجلی پیدا کرنے کے ایشوز اور توانائی کے آسان حصول میں بہتری کا امکان پیدا ہو گا اور ملکی صنعتوں کو کم لاگت کے ماحول میں کام کرنے کا موقع ملے گا۔

- ناجائز صہیونی ریاست (اسرائیل)

وزیر دفاع برطرف: نیتن یاہو نے غزہ اور لبنان میں جنگ کے دوران اپنے قریبی ساتھی اور وزیر دفاع یوآو گولانٹ کو عہدے سے فارغ کر دیا۔ نیتن یاہو کا کہنا ہے کہ جنگ کے آغاز میں گولانٹ بہتر کام کر رہے تھے، مگر بعد میں یہ جنگی معاملات پر اختلاف رکھنے لگے۔ ان اختلافات کو ختم کرنے کی متعدد کوششیں کیں، لیکن خلیج بڑھتی چلی گئی۔

لبنان سے جنگ بندی پر تیار: ذرائع کے مطابق لبنان میں اسرائیل کو ہونے والے غیر معمولی جانی نقصان کے بعد تل ابیب جنگ بندی کے لیے تیار ہو گیا ہے۔ جنگ بندی کے بعد اسرائیل اپنی فوج لبنان سے واپس بلا لے گا اور اس کے ساتھ ہی لبنانی فوج کی تعیناتی بھی شروع ہو جائے گی۔ جنگ بندی کے معاہدے کی نگرانی لبنانی فوج کرے گی۔

life stand on its own dignity, and set itself free from narrow tribal, racial, regional or class bonds and to evolve a brotherhood of man linked together by the ties of humanity'.

Iqbal's work is an eclectic mix of history, spirituality, philosophy and politics. While glorifying the past and longing for a better future for Muslims, he focuses on spiritual direction and the development of a just human society. Iqbal is called the poet and philosopher of Pakistan. While this title is perfectly well deserved, it is also unjust at the same time, wrongly confining a man with universality in his message and thought to one small area of the world. In addition to a unique status in Pakistan as an ideological founding father and national poet, he is an inspiration in many other countries including Iran, Tajikistan, Kazakhstan, Kyrgyzstan, Turkmenistan, Uzbekistan and India. In Turkey, his symbolic grave stands in the compound of the mausoleum of Maulana Jalaluddin Rumi. In the universities of Heidelberg and Cambridge Universities, there are chairs or fellowships in Iqbal's name.

Iqbal's poetry traverses through different phases, which follow the course of political events in colonial India and the wider world. From being a champion of Hindu-Muslim unity to an advocate of a separate Muslim state, Iqbal inherently remains a humanist with hatred towards all injustices and oppression. Iblees ki majlis-i-Shura (The Advisory Council of Iblees) is an allegoric poem that Iqbal wrote in 1936, less than two years before his death. It was published posthumously in Armaghan-i-Hijaz. Dr Shaukat Ali writes that this poem is an imaginative way of expressing his dislike for Western political systems. The verses represent the last phase of Iqbal's thinking and can be considered to embody his final verdict on the contemporary political scene. Kiernan observes that this is an extremely significant poem of Iqbal in which he made his last approach of passionately denouncing imperialism and capitalism. Raja comments that as a product of colonial system Iqbal exposes Western liberal democracy's class hierarchies and wealth distribution in this poem, and expresses his longing for a system which offers the best of all other political systems.

Despite extensive and systematic research on Iqbal's political philosophy, mostly by eastern scholars, it is surprising to see the paucity of scholarly treatment of this particular poem which is a chef-d'oeuvre and covers all of Iqbal's critiques including of the imperialist and capitalist West, the enslaved and powerless East, sluggish Sufism and inept Muslim leadership. Iqbal also shows his admiration for Socialism and his opposition of Bolshevism, and finally his hope in Islam as a solution for the problems faced by East as well as the West.

Source adapted from:
http://www.mybit***forchange.org/***

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس کے برعکس امام ابن عابدین شامیؒ قرض میں مدّت کے تعین کو لازم نہیں سمجھتے‘ البتہ جائز سمجھتے ہیں‘ جبکہ صاحب ہدایہ نہ تو مدّت کا تعین لازم سمجھتے ہیں اور نہ ہی وہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ دونوں جید فقہاء کا قرض میں مدّت کے تعین کو لازم نہ سمجھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک قرض سے مراد چیزوں کا عاریۃً لین دین ہے‘ کیونکہ چیزوں کے عاریتاً لین دین میں مدّت کا تعین کرنا لازم نہیں ہوتا۔

أنه يصح تاجيله مع كونه غير لازم فللمقرض الرجوع عنه ‘ لكن قال فى الهداية: فان تاجيله لا يصح

(رد المحتار على الدر المختار‘ جلد ٧‘ كتاب البيوع‘ ص ٢٠٢)

”اور قرض میں مدّت کا تعین کرنا لازم نہیں ہے‘ یعنی اگر قرض میں مدّت کا تعین کر دیا جائے تو وہ غیر لازم ہونے کے باوجود صحیح ہے اور قرض دینے والا مدّت کا تعین کرنے کے بعد اس سے رجوع کر سکتا ہے‘ لیکن ھدایہ میں کہا ہے کہ قرض میں مدّت کا تعین کرنا صحیح نہیں ہے۔“

(جاری ہے)

بحوالہ: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظ عاطف

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 930 دن گزر چکے!

Dr. Muhammad Iqbal – The Sage Par Excellence

> 'Muhammad Iqbal – lawyer, jurist, and poet – rests in a simple tomb just outside the main entrance to the Badshahi mosque in Lahore. That simple tomb is a place of pilgrimage to me. For Iqbal was a man who belonged to all races; his concepts had universal appeal. He spoke to the consciences of men of good will whatever their tongue, whatever their creed'.

Justice William O'Douglas, Associate Justice, The Supreme Court of the United States of America.

Iqbal (1877-1938) holds a place of remarkable importance among contemporary Islamic thinkers. He was born on 9 November 1877 in Sialkot, a small town in the Punjab region of British India in modern-day Pakistan. His early education was from Scotch Mission College, Sialkot and he learnt the Quran and the Arabic language in a local mosque school. Iqbal went on to study Arabic, English Literature and Philosophy at Government College Lahore, the best institute of higher learning of the time in the subcontinent, and graduated cum laude in 1897 with a scholarship for further studies. By the time he did his masters in Philosophy in 1899, Iqbal was already recognized as a promising young poet in literary circles of Lahore. In 1903, he published his thesis on Economics titled Ilm-ul-Iqtesad (The Science of Economics). He left for Europe in 1905 and joined Lincoln's Inn to qualify for the Bar and also enrolled at Trinity College, Cambridge while simultaneously submitting his PhD dissertation in philosophy to Munich University. After returning to Lahore in 1908, over the next ten years, he emerged into public life, both in his province and in Muslim India. Iqbal's poetical works alone include four volumes of Urdu and seven volumes of Persian poetry.

Professor Arberry remarks that no Muslim author in modern times has provoked so much discussion and varying interpretation – a sure proof of relevance and fertility of Iqbal's ideas. Smith claims that since Iqbal was anti-capitalist, and capitalism fosters intellect, hence Iqbal was anti-intellect. On the other hand, Hussain argues that Smith's concept is a misconstruction of Iqbal for the sake of defending capitalism. Abbot was another objector to Iqbal's views saying that Iqbal was unable to picture the West apart from imperialism and that Iqbal was not immersed enough in Western culture to fully appreciate the various benefits of modern democracy, economic practices and science. Interestingly, Abbot himself mentioned in the same writing that Melville and Emerson found the same flaws in Western Civilization as Iqbal did. This led Hussain to argue that Abbot's objection is hollow and unfounded, since Iqbal was raised and educated in European institutions even in India, was taught by European teachers, and thoroughly studied Western philosophers and literature.

Professor Anikoy, the Soviet biographer, states that Iqbal passionately condemns weak will and passiveness. He is angry against inequality, discrimination and oppression of all types: social, political, national, racial and religious. He asserts the noble ideals of humanism, democracy, peace and friendship among peoples. According to Kiernan, Iqbal's poems reflect a complex personality depicting the complexity of a time of changes, attacking a static and torpid thinking and mode of living. While concerned first and foremost with the destiny of his own community, Iqbal seems concerned with the human race in its entirety, which has given his work a universal relevance. Vahid writes that the greatness of Iqbal lies in the fact that he wants to see human

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.44

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore